پندرہ روزہ

الہلال

ٹورانٹو ۔ کنیڈا

قیمت ۵۰ سینٹ

۱۲ رجب ۱۴۰۳ — ۲۶ اپریل ۱۹۸۳

بیرونِ وطن پاکستانیوں کا ترجمان ۔ شمالی امریکہ میں اردو کا سب سے پہلا اور کثیر الاشاعت اخبار

جلد ۱۲ — شمارہ ۳

قرآن کا مطالعہ کیوں کیا جائے؟

پروفیسر سید محمد سلیم

مذہب کی اہمیت

خواہ کوئی شخص مذہب کو تسلیم کرے یا رد کرے، اس بات سے انکار نہیں کر سکتا کہ مذہب نے قدیم زمانے سے افراد کی اور اقوام کی ذہنی تشکیل اور تعمیرِ سیرت و کردار میں اہم حصہ لیا ہے۔ وحشی انسانوں کو مہذب انسان بنایا ہے۔ یورپ کی جدید مادی تہذیب نے مذہب کو رد کر دیا ہے۔ اور اس کو تہذیب و تمدن کے ارتقا میں ایک منزل قرار دیا ہے۔ تاہم آج بھی لادین اور بے دین افراد کے مقابلے میں مذہب دار اور دین پسند افراد کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ ایک ایسا نظامِ فکر (مذہب) جس سے ماضی میں بھی کروڑوں انسان وابستہ رہے ہیں اور آج بھی وابستہ ہیں، وہ اس قدر اہمیت تو ضرور رکھتا ہے کہ اس کا مطالعہ کیا جائے خواہ وہ تعلق اندازِ میں ہو۔ دیگر مذاہب کی الہامی کتابیں یا تو نا پید ہو گئیں یا انسانی دست برد اور تحریف سے محفوظ نہ رہ سکیں۔ صرف قرآن مجید ایسی کتاب ہے جو اصلی حالت میں محفوظ ہے۔ اس لئے مذہب کے حقیقی خد و خال معلوم کرنے کے لئے قرآن مجید کا مطالعہ کرنا ناگزیر ہے۔

اسلام کی تاریخ ساز حیثیت

یہ بات تو تاریخ سے بالکل واضح ہے کہ ڈیڑھ ہزار سال قبل قرآن مجید ایک ایسی قوم میں نازل ہوا تھا جو غیر مہذب اور غیر متمدن تھی۔ قرآن کی تعلیمات پر عمل کرنے سے وہ خود [illegible]

میں عظیم الشان مستقل سلطنت قائم کی۔ جب اندلس میں مسلمانوں کا زوال ہوا تو ترکانِ عثمان نے ترقی کی۔ دنیا کے تین براعظموں پر اسلام کا جھنڈا لہرا دیا۔ آج بھی اسلام، کوریا، جاپان اور امریکہ میں اپنی فکر اور اخلاق کی تعلیم کی بنا پر خود بخود پھیل رہا ہے۔ ایسی عظیم الشان تاریخ ساز قوت اس قابل ہے کہ اس کا مطالعہ گہری نظر سے کیا جائے۔ خواہ کوئی اس پر ایمان لائے یا نہ لائے۔

اسلام کی وحدت ساز تعلیم

انسان کا سب سے اہم مسئلہ جو لاینحل ہے وہ انسانی تفریق اور اختلاف کا مسئلہ ہے۔ جدید دور میں قوم پرستی اور وطن پرستی کی تحریکات نے اس مسئلے کی سنگینی میں اضافہ کر دیا ہے۔ تاریخ کے صفحات پر وحدت ساز مذہب صرف اسلام نظر آتا ہے۔ دنیا کی کوئی تہذیب اپنے دائرہ کار میں بھی [illegible]

قرآن کی تعلیمات میں جس معیاری انسان اور مثالی معاشرے کا ذکر کیا گیا ہے اسے مدینہ کی ریاست میں نمونے کے طور پر پیش کیا گیا

[illegible]

یعنی ایمان اور اخلاق کی تعلیم دے کر اعمال و کردار میں یکرنگی پیدا کر دی۔ انسانیت کو اسلام نے جس انداز سے ایک پلیٹ فارم پر جمع کیا، دوسرا کوئی نظام دوسری کوئی تہذیب ان کو جمع نہیں کر سکی۔ اسلام نے کالے گورے کی تفریق مٹا ڈالا۔ خانہ کعبہ کے گرد تمام دنیا کے انسانوں کو جمع کر دیا اور یک رنگی میں رنگ دیا۔ اقوامِ متحدہ اور دیگر ادارے جو آج وحدتِ عالمِ انسانی کے خواہش مند ہیں، ان کو اسلام سے سبق سیکھنا پڑے گا۔ ان سب حضرات کے لئے قرآن مجید کا مطالعہ ناگزیر ضرورت ہے۔

انسانیت کے مثالی نمونے

یورپ میں انسانیت نے ایک معیاری انسان کا تصور پیش کیا۔ ہم فی الوقت اس بحث سے صرفِ نظر کر لیتے ہیں کہ وہ مثالی نمونہ قابلِ عمل تھا یا نہ تھا۔ ہم صرف یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ جس معیاری جمہوری انسان کو یورپ نے پیش کیا وہ عملی دنیا میں کہیں چلتا پھرتا نظر آتا ہے۔ وہ صد سالہ یورپ اور امریکہ کی تاریخ کے صفحات میں وہ کہیں نظر آتا ہے؟ اسی میں اشتراکیت نے ایک معیاری مثالی معاشرہ اور مثالی انسان کا تصور پیش کیا۔ یہاں بھی ہم فی الوقت اس بحث سے صرفِ نظر کر لیتے ہیں کہ وہ معاشرہ کس قدر برحق ہے اور کس قدر ناقص اور باطل ہے۔ ہم تو صرف یہ مطالعہ کرتے ہیں کہ اشتراکیت کا معیاری انسان کہاں ہے۔ کیا لینن یا سٹالن یا ماؤزے تنگ تھے؟ [illegible]

اسلام آج بھی زندہ ہے

[illegible]

نعت ★ علیم ناصری

نہ زعمِ علم و ہنر ہے نہ دعویٔ تحقیق
عطائے حق ہے ثنائے رسول کی توفیق

وہ ذاتِ پاک سراپا ہے صادق و مصدوق
غلام جس کے ہمہ تن مصدق و صدیق

زمانہ جس کی دیانت کی خود گواہی دے
عدو بھی جان بھی کرے جس کے صدق کی تصدیق

وہی جو بیکس و مظلوم کا ہے خیر اندیش
یتیم و عاجز و عاصی کا غمگسار و رفیق

شہنشہوں میں امیری میں کجکلاہوں میں
نہ دلربا کوئی ایسا نہ دل نواز و شفیق

اسی کا اسوہ ہے رہبر ہجومِ باطل میں
ہر ابتلا میں ہے تعلیم اسی کی میری صدیق

نہیں ہے خواجہ بطحا کے ذکر کے قابل
جو چشم ہو نہ نم آلود قلب ہو نہ رقیق

نظامِ فاتحِ مکہ کی اب ضرورت ہے
ابھر رہے ہیں دوبارہ بتانِ عہدِ عتیق

علیم نعت صحیفہ ہے اک محبت کا
نہ فلسفہ ہے نہ منطق نہ نکتہ ہائے دقیق

[illegible]



ہندوستان کی آزادی گاندھی کے بجائے مسلمانوں کی مرہونِ منت ہے

محمد علی جناح کو فلم میں نظر انداز کر کے ثابت کیا گیا کہ ہندوستان کی آزادی میں انکا کردار محض ثانوی تھا، ہندو انگریز کے نوکر اور مسلمان دشمن تھے

گاندھی کو جنگ آزادی کا ہیرو ثابت کرنا تاریخ کو مسخ کرنا ہے

فلم گاندھی کو آٹھ آسکر ایوارڈ ملنے پر سکالروں اور نقادوں کی رائے



سعودی شاہی خاندان کے ارکان پر مقدمہ چلائیں گے

طیارے کیلئے اعلیٰ قسم کی کار پر مقدمہ چلایا گیا

لیاقت آباد کراچی میں ہنگامہ

افغان مجاہدین نے جنیوا مذاکرات کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا

پاکستان اور افغانستان کے بالواسطہ مذاکرات میں بنیادی مسائل کو زیر بحث نہیں لایا گیا بات چیت میں مجاہدین کو بھی شامل کیا جائے

بنیادی مسئلہ افغان مہاجرین کا نہیں روسی فوجوں کی واپسی کا ہے

جنیوا میں افغان مجاہدین کے ایک نمائندے برہان الدین ربانی کا بیان

جنیوا ——— (رائٹر) افغان مجاہدین کے ایک لیڈر نے کہا ہے کہ وہ اقوام متحدہ کے تحت ہونے والے مذاکرات میں شرکت کے لئے تیار ہیں اگر ان مذاکرات میں افغان مجاہدین کے نمائندوں کے ساتھ ساتھ روسی کمانڈروں کو بھی شامل کیا جائے۔ افغان مجاہدین کے اسلامی اتحاد میں شامل جماعت اسلامی کے لیڈر برہان الدین ربانی نے کہا ...

مذاکرات صرف افغان مہاجرین کے مسئلے پر ہو رہے ہیں ... انہوں نے کہا کہ افغان مہاجرین کا مسئلہ افغانستان پر روس کے قبضے سے پیدا ہوا ہے اور بنیادی مسئلہ یہ ہے کہ روسی فوجیں افغانستان سے نکل جائیں ...

افغان مجاہدین ایسے کسی مذاکرات یا کوششوں کو تسلیم نہیں کریں گے جن میں افغان مجاہدین کے نمائندوں اور روس کو شامل نہ کیا گیا ہو۔

اسلامیہ کالج پشاور میں طلبہ کے دو گروپوں کی جھڑپ

پیپلز سٹوڈنٹس فیڈریشن اور اسلامی جمعیت طلبہ کے سات حامی زخمی!

پشاور ——— یہاں اسلامیہ کالج کی گراؤنڈ میں اسلامی جمعیت طلبہ اور پیپلز سٹوڈنٹس فیڈریشن کے مابین تصادم کے نتیجے میں سات طلبہ زخمی ہو گئے۔ ...

الیاس کی تفتیش نے سپریم کورٹ میں اپیل کر دی

مقدمہ کے خلاف مقدمہ

حیدر فاروق مودودی نے تردید کر دی

لاہور ——— حیدر فاروق مودودی نے ...

تیل کی آمدنی میں کمی نے منہ پھیر دیئے

متحدہ عرب امارات کے اخراجات میں ۲۰ فیصد کمی پر مجبور ہونا پڑا

ابوظہبی ——— (رائٹر) متحدہ عرب امارات نے رواں مالی سال کے دوران سرکاری منصوبوں پر خرچ کی جانے والی رقم میں ایک تہائی کمی کرنے کا فیصلہ کیا ہے ...

شیعہ سنی مل کر کفر کا مقابلہ کریں، مولانا سبزواری

ایرانی فوج عراقی علاقہ میں گھس گئی، ایک عراقی ٹینک بٹالین کا صفایا

عراق کا جوابی حملہ پسپا کر دیا گیا، عراق کی اپنے علاقے میں ۲۰ میل پسپائی

تہران ——— ...

فوجی عدالت کی جانب سے تین پولیس حکام کو سزائے موت سنا دی گئی

ملزمان نے چار افراد کو حبس بے جا میں رکھا اور بلال وٹو کو تشدد سے ہلاک کر دیا تھا

اردو میں تار بھیجنے کی سہولت

پاکستان میں شدید بارشوں نے مزید ۱۵ افراد کی جان لے لی

مظفر گڑھ اور کوٹ ادو میں پچاس دیہات کو آفت زدہ علاقہ قرار دے دیا گیا

پنجاب میں صورت حال تسلی بخش ہے

پاکستان میں ...

... سکوں کی تیاری

اسلامی بینک نے عراق کو ۳۰ ملین ڈالر قرضہ دیا



حزب اللہ ... اور اسرائیلی طرفداری پر عرب نیوز کا تبصرہ

پاکستان نے ری پروسیسنگ پلانٹ ڈیل ٹوٹنے پر فرانس سے ہرجانہ طلب کر لیا

معاہدہ کی مالیت ۱۵ کروڑ ڈالر تھی: واشنگٹن پوسٹ آف امریکہ

شیسائے کے دورہ پاکستان کے دوران فرانس نے ادائیگی کا عندیہ ظاہر کیا

مارشل لا ضرورت سے زیادہ طویل ہو گیا اب اسے لازماً ختم ہو جانا چاہیے: میاں طفیل

مارشل لا تو حادثہ کی صورت میں ابتدائی طبی امداد تو ہو سکتا ہے مستقل علاج نہیں: امریکی صحافی کو انٹرویو

۱۹۷۳ء کا دستور ہی جمہوریت کے لئے پرامن اور محفوظ طریقہ ہے

اسلامی شریعت کے نفاذ کے اقدامات بے اثر ثابت ہوئے ہیں۔ اسلامی قانون میں عورت مرد یکساں ہیں



راولپنڈی

حکومت گمنام فرنٹ آرگنائزیشن کے ذریعے پیپلز پارٹی کو پھوٹ ڈلوا رہی ہے

پیپلز پارٹی سیاست کے بحران کا شکار ہے۔ سیکرٹری جنرل ... نہیں۔ احتشام الحق تھانوی

کراچی میں ٹریفک کا نظام کے ایم سی کی تحویل میں آ جائے گا

بلدیہ پر ۳ کروڑ روپے کے خرچ سے اپنی ٹرانسپورٹ سروس بھی شروع کر رہی ہے

ایران نے افغانستان کے مسئلے پر مذاکرات میں شرکت سے انکار کر دیا

بات چیت میں مجاہدین کو نمائندگی دی جائے: جعفر محلاتی

موجودہ مالی سال کے دوران ادائیگیوں کے توازن میں ۳ ارب ڈالر کا خسارہ ہو گا

فی کس آمدنی میں ۱۸ فیصد اور گندم کی پیداوار میں ۲۰ فیصد اضافہ ہوا۔ افراط زر کی شرح گر کر ۶ فیصد تک جانے کے آثار ہیں

حقیقی سرمایہ کاری کی سطح ہدف سے کم رہی

جائزہ رپورٹ میں آئندہ منصوبے کے لئے بہت سے سبق موجود ہیں: پریس کانفرنس سے خطاب

صدر ضیاء الحق کی حسِ مزاح

اسلام آباد

ایم آر ڈی کو فعال بنانے کیلئے قیادت غیر متنازعہ شخصیت کو سونپ دی جائے: بگٹی

میں ذمہ داری قبول کرنے کو تیار ہوں۔ اخبار نویسوں سے بات چیت

کوئٹہ — بلوچستان کے سابق گورنر

پندرہ روزہ

الہلال

نوراسٹولینڈا

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون ۔
سنو! جو اللہ کے دوست ہیں ان کو نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے (القرآن)

بھارت کے تازہ سرحدی حفاظتی انتظامات

بھارت کے وزیر داخلہ سا [illegible] نے پارلیمنٹ کے ایوان زیریں لوک سبھا میں انکشاف کیا ہے کہ حکومت بھارت نے پاکستان کی سرحدوں پر انتظامات زیادہ سخت کر دیئے ہیں۔ سینکڑوں میل لمبی سرحد پر نئے حفاظتی دستے بھیج دیئے گئے ہیں۔ وزارت داخلہ کی طرف سے بارڈر سیکورٹی فورس بھیجی گئی ہے جس کا مقصد غیر ملکی باشندوں کے بھارت میں غیر قانونی داخلے کو روکنا بتایا گیا ہے۔ وزیر داخلہ نے لوک سبھا کو یہ بھی بتایا کہ وزارت دفاع بھی غیر قانونی داخلے کو روکنے کے ضروری اقدامات کر رہی ہے۔ بظاہر تو یہ کارروائی چین و برما سمیت بھارت سے ملنے والی تمام ہمسایہ ملکوں کی سرحدوں پر کی گئی ہے لیکن وزیر داخلہ نے اس ضمن میں پاکستان کا خاص طور پر ذکر کیا ہے۔ جس سے یہ امر بخوبی واضح ہو جاتا ہے کہ اصل کارروائی پاکستان سے ملنے والی سرحدوں پر کی جا رہی ہے۔

بھارتی وزیر داخلہ کے اس بیان کے ساتھ ہی اخبارات میں یہ خبر بھی شائع ہوئی ہے کہ مغربی جرمنی کی پارلیمنٹ اور اخباروں کو بھارت کی جانب سے جدید ترین اسلحہ کی بھاری خریداری پر گہری تشویش ہے۔ مغربی جرمنی کے سرکاری حلقوں نے اس بات پر تعجب کا اظہار کیا ہے کہ بھارت اسلحہ کی خریداری پر اتنی کثیر رقمیں کیوں خرچ کر رہا ہے۔ جرمن اخباروں نے روس۔ فرانس۔ اٹلی۔ برطانیہ اور مغربی جرمنی کے ساتھ بھارت کے حالیہ معاہدوں کی تفصیل بتائی ہے اور ساتھ ہی یہ بھی لکھا ہے کہ خود بھارت کے اسلحہ ساز کارخانوں میں کیسے کیسے ہتھیار تیار ہو رہے ہیں۔ وہ روس سے ۱۶ مگ-۱۷ طیارے اور ۹۰ ٹی-۷۲ ٹینک، برطانیہ سے ۸۵ جیگوار لڑاکا طیارے۔ فرانس سے ۴۰ میراج-۲۰۰۰ طیارے اور مغربی جرمنی سے جدید ترین آبدوزیں اور ٹینک شکن میزائل ہتھیار خرید چکا ہے۔ اس کے علاوہ روس سے جنگی جہاز اور کشتیاں بھی حاصل کر رہا ہے۔ جرمن اخباروں نے لکھا ہے کہ ایک ایسے ملک کے لیے جہاں لاکھوں افراد بھوک اور قحط کا شکار ہوں۔ ہتھیاروں پر اربوں ڈالر خرچ کرنے کا کوئی جواز نہیں ہے۔ جرمن ماہرین اور اخبارات نے اس خیال کا اظہار کیا ہے کہ بھارت کی حکومت پورے علاقے پر تسلط حاصل کرنا چاہتی ہے۔ اسی مقصد کے حصول ہی کے لیے اس نے اسلحہ کے ڈھیر لگائے ہیں اور اپنے عوام کی بنیادی ضروریات کو یکسر نظر انداز کر دیا ہے۔

ان دو خبروں سے بھارت کے عزائم، اس کی جنگی تیاریوں، بھارتی عوام کے لیے ملنے والی امداد کے اسلحہ کی خریداری پر استعمال اور عالمی رائے عامہ کی تشویش بخوبی واضح ہو جاتی ہے۔ اس وقت جبکہ بھارت اور پاکستان کے درمیان جنگ نہ کرنے کے معاہدے کی بات چیت جاری ہے۔ سرحدوں پر قطعاً کوئی کشیدگی نہیں ہے اور حال ہی میں پاک بھارت مشترکہ کمیشن کا قیام بھی عمل میں آ گیا ہے۔ پاکستان کی سرحدوں پر بھارت کی سیکورٹی فورس اور افواج کا اجتماع خواہ وہ کسی بھی بہانے کیوں نہ ہو، سراسر بلا جواز اور اشتعال انگیزی پر مبنی ہے۔ بھارت کے اندرونی حالات کا تقاضا تو یہ ہے کہ فوج اور سیکورٹی پولیس سے آسام میں قتل و غارت گری کو روکنے کا کام لیا جائے اور بیرونی ملکوں سے ملنے والی امداد کو عوام کی فلاح و بہبود پر خرچ کیا جائے تاکہ بغاوت کا سلسلہ ختم ہو۔ آسام۔ بنگال اور پنجاب کی بغاوتوں کی بڑی وجہ یہی ہے کہ ان علاقوں کو سیاسی حقوق کے ساتھ ہی معاشرتی ترقی کے مواقع سے بھی محروم رکھا گیا ہے۔ بھارتی عوام یہ بات اچھی طرح جانتے ہیں کہ انہیں کسی ہمسایہ ملک سے کوئی خطرہ نہیں ہے۔ ان کی اصل دشمن خود ان کی اپنی حکومت ہے جو انہیں خوراک۔ لباس اور تعلیم و صحت کی سہولتوں سے محروم رکھ کر بڑے پیمانے پر اسلحہ خرید رہی ہے۔ روس۔ برطانیہ اور فرانس میں بھارت کو جدید ترین اسلحہ فراہم کرنے کی دوڑ جاری ہے۔ اسلحہ کی فروخت بڑی طاقتوں کا کاروبار ہے۔ لیکن چھوٹے ملکوں کو اس کا شکار ہونے سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ افسوس بھارت نے کبھی اس سلسلے میں ہوش مندی اور دور اندیشی کا ثبوت نہیں دیا۔

پاکستان کے عوام کو بھارت کی جنگی تیاریوں پر ہمیشہ گہری تشویش رہی ہے کیونکہ بھارت کے اسلحہ اور اس کی جارحانہ کارروائیوں کا اصل نشانہ پاکستان ہی رہا ہے۔ اور اب بھارتی وزیر داخلہ کا یہ بیان کہ پاکستان کی سرحدوں کے ساتھ حفاظتی اور فوجی انتظامات کو مضبوط بنایا جا رہا ہے۔ پاکستانی عوام کے لیے مزید تشویش کا باعث ہوگا۔ بھارتی حکومت اپنے اندرونی مسائل سے عوام کی توجہ ہٹانے کے لیے سرحدوں پر کسی بھی وقت کوئی مسئلہ کھڑا کر سکتی ہے۔ لہٰذا ہم حکومت پاکستان سے پُرزور مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ لوک سبھا میں دیئے جانے والے اس بیان کا نوٹس لے۔ بھارتی سفیر سے اس کی وضاحت طلب کرے اور بھارت سے ملنے والی سرحدوں پر دفاعی انتظامات کو مؤثر بنایا جائے۔ ماضی میں بھارت کی جارحانہ کارروائیوں اور اس کی توسیع پسندانہ خارجہ حکمت عملی کے پیش نظر امن و مفاہمت کے دعووں کے دور میں بھی ہمیں اس سے چوکنا و ہوشیار رہنا چاہیئے۔

مظلوموں کو لڑنے کی اجازت ہے

یقیناً اللہ مدافعت کرتا ہے ان لوگوں کی طرف سے جو ایمان لائے ہیں۔ یقیناً اللہ کسی خائن کافر نعمت کو پسند نہیں کرتا۔ اجازت دے دی گئی ان لوگوں کو جن کے خلاف جنگ جاری ہے کیونکہ وہ مظلوم ہیں اور اللہ یقیناً ان کی مدد پر قادر ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے گھروں سے ناحق نکالے گئے ہیں۔ صرف اس قصور پر کہ وہ کہتے ہیں اللہ ہمارا رب ہے۔ (الحج ۳۸ - ۴۰)

الفرقان

ایمان کی حلاوت

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ایمان کی حلاوت اس کو نصیب ہوگی جس میں تین باتیں پائی جائیں گی۔ ایک یہ کہ اللہ اور اس کے رسول کی محبت اس کو تمام ماسوا سے زیادہ ہو۔ دوسرے یہ کہ جس آدمی سے بھی اسکو محبت ہو وہ صرف اللہ ہی کیلئے ہو اور تیسرے یہ کہ ایمان کے بعد کفر کی طرف پلٹنے سے اسکو اتنی نفرت اور اذیت ہو جیسی آگ میں ڈالے جانے سے ہوتی ہے۔ (بخاری و مسلم)

السنۃ

ڈنڈا ڈولی کی سیاست

دام خیال

ظاہر مسعود

ان دنوں سیاسی حلقوں میں صوبائی حکومت کا غیر مہمان نوازی کا چرچا عام ہے۔ صاحب یہی دیکھئے کہ سیاسی رہنما دوسرے صوبوں سے چل کر بیانات دینے کراچی آتے ہیں۔ ابھی ایک آدھ ہی بیان دے پاتے ہیں کہ صوبائی حکومت کا محکمہ داخلہ انہیں صوبہ چھوڑ دینے کی ہدایت جاری کر دیتا ہے بلکہ اکثر و بیشتر ان سیاسی رہنماؤں کو پولیس کا ڈنڈا ڈولی کر کے ائیر پورٹ تک چھوڑنے آتا ہے۔

میرا خیال ہے کہ صوبائی حکومت کا یہ رویہ سندھ کے روایتی آداب میزبانی کے منافی ہے۔ کیونکہ اس طرح سندھ کا امیج ملک بھر میں ایک "غیر مہمان نواز صوبہ" کے طور پر ابھر رہا ہے جو درست نہیں ہے۔ چونکہ میں بھی سندھ کا باشندہ ہوں، اس لیے میرا حق بنتا ہے کہ میں محکمہ داخلہ سے دریافت کروں کہ یہاں آنے والے سیاسی رہنماؤں کو صوبہ بدر کر کے سندھ کی روایات کو کیوں مجروح کیا جا رہا ہے؟

محکمہ داخلہ کے افسر نے اگلے چار منٹ میرے تاثر کی تردید کی۔

"سندھ اپنی مہمان نوازی کو ہمیشہ عزیز رکھتا ہے۔ جیسا کہ آپ نے کہا کہ گزشتہ ایک ڈیڑھ سال میں سندھ آنے والے کم و بیش ڈیڑھ درجن سیاستدانوں کو صوبہ سے نکل جانے کا حکم دیا۔ کیا یہ آپ کی تہذیب ہے؟"

"آپ میری بات سمجھنے کی کوشش کریں۔ ہم نے سیاستدانوں کو نہایت عزت و احترام سے صوبہ بدر کیا ہے۔ شکایت یا گلے پاس رہتا کہ بات تو تب ہوتی کہ ہم کسی سیاستدان کو [illegible] سے گھسیٹتے ہوئے ائیر پورٹ تک لے جاتے۔ لیکن ہم نے کبھی ایسا نہیں کیا۔ اس کے برعکس ایک شریفانہ طریقہ کار اختیار کیا کہ فضول اور لایعنی قسم کے بیانات دینے والے سیاستدانوں سے درخواست کی کہ وہ یا تو اپنی تقریروں میں پرہیز کریں یا پھر بیکار باتوں سے پرہیز کریں۔ [illegible] تو ہمارے مہربانی صوبہ چھوڑ دیں۔ اب ان کو صوبہ چھوڑنے میں تکلیف ہوتی ہے تو ہم آپ کو چھوڑ آئیں گے۔ لیکن خدا کا شکر ہے کہ جن سیاستدانوں نے سیاست سنجیدہ ہماری ہدایت پر عمل کیا۔ [illegible] خاموشی سے صوبہ چھوڑ کر چلے جاتے ہیں۔"

"لیکن اگر کوئی سیاستدان آپ کے محکمے کی ہدایت پر عمل کرنے سے انکار کر دے تو؟"

"سیاستدان سمجھدار ہوتے ہیں وہ حکم کی سرتابی نہیں کرتے۔"

"فرض کیجئے کوئی ایسا نہیں کرتا۔ تو اور کچھ کر [illegible] جاتے۔ ظاہر ہے پھر تو آپ کا [illegible] ہوجاتا؟" یہ لیں ہمیشہ گھر دیوں میں رہنا پڑتا ہے۔ اور حکومت بے بس نہیں ہوتی کیونکہ وہ طاقت ور ہوتی ہے۔ اور وہ صوبہ بدر ہونے سے انکار کرے تو ظاہر ہے ہمیں [illegible] عمل اختیار کرنا پڑتا جو سابقہ [illegible] کے لیڈروں کے ساتھ کیا گیا تھا۔"

"یعنی ڈنڈا ڈولی؟"

"جی ہاں ڈنڈا ڈولی!"

"میرے خدا! کیا آپ ولی خان کو ڈنڈا ڈولی کر کے صوبہ بدر کرتے؟"

"اس میں کیا مضائقہ تھا۔ ممکن ہے روز دو آدمی ہے کام [illegible] ہم دو چار آدمی اور لگا دیتے۔ افرادی قوت کی کمی تو ہے نہیں۔"

"وہ تو ٹھیک ہے۔ لیکن آپ تصور کیجئے کہ یہ منظر کتنا مضحکہ خیز ہوتا۔ اور اگر اس کی تصویر مغربی پریس میں چھپ جاتی تو ملک کی کتنی جگ ہنسائی ہوتی۔"

"ایک کامیاب حکومت کی طبیعت میں جھجک، شرم اور حجاب کے جذبات ناپید ہوتے ہیں اور نہ ہی اسے دنیا والوں کی پرواہ ہوتی ہے۔ لیکن یہ تو محض آپ کا گمان ہے کہ ولی خان کی ڈنڈا ڈولی والی تصویر سے ملک کی جگ ہنسائی ہوتی۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ ایسی تصویر ان ممالک کے لیے باعث شرم ہوتی جہاں بدترین مارشل لاء، بدترین آمریت اور بدترین بادشاہت ہے۔ جہاں کی حکومتیں اپنے مخالفین کو مروا دیتی ہیں یا جیلوں میں ٹھونس دیتی ہیں۔ کیونکہ ان کے پاس اتنا وقت نہیں ہوتا کہ وہ اپوزیشن کے لیڈروں کو ڈنڈا ڈولی کر کے ایک صوبے سے دوسرے صوبے میں پھینکتی پھریں۔"

"کیا آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ہماری موجودہ مارشل لاء حکومت مہذب، شائستہ اور شاندار ہے؟"

"جی ہاں آپ درست سمجھے۔ میں یہی کہنا چاہتا تھا کہ موجودہ مارشل لاء حکومت میں پرانی شرافت کے آثار پائے جاتے ہیں۔ کیونکہ آپ کو مجھ سے اختلاف ہے؟"

"میرا خیال ہے آپ ٹھیک ہی کہہ رہے ہیں۔" میں نے سوچتے ہوئے کہا۔ "اگر موجودہ حکومت سے لوگ اتنے شریفانہ نہ ہوتے تو شاید عوام اسے کب کا ڈنڈا ڈولی کر کے کرسی اقتدار سے باہر پھینک چکے ہوتے۔"

زندہ تحریریں

ہماری ذہنی غلامی کی انتہا

مسلمانوں کا حال یہ ہے کہ ان کے پاس خدا کی کتاب اور اس کے رسولؐ کی سنت میں ایک دائمی و ابدی ہدایت موجود ہے جو انہیں شیطانی وسوسوں پر متنبہ کرنے اور زندگی کے تمام معاملات میں ہدایت کی روشنی دکھانے کے لیے ابد تک کافی ہے مگر یہ مسلمان اپنے دین سے جاہل اور استعمار کی تہذیبی و فکری طاقت سے بری طرح مغلوب ہیں۔ اس لئے ہر وہ نظریہ جو دنیا کی غالب قوموں کے کیمپ سے بلند ہوتا ہے اس کی صدائے بازگشت فوراً ہی یہاں بلند ہونی شروع ہو جاتی ہے جس زمانہ میں انقلاب فرانس کے اٹھائے ہوئے افکار کا زور تھا، مسلمان ملکوں میں ہر تعلیم یافتہ آدمی اپنا فرض سمجھتا تھا کہ ان ہی افکار کا مرتبہ سوچ اٹھا کرے اور ان ہی کے سانچے میں اپنے آپ کو ڈھالے۔ اس کے بغیر وہ سمجھتا تھا کہ اس کی کوئی عزت قائم نہ ہوگی اور وہ بے حقیقت و بے قدر سمجھ لیا جائے گا۔ یہ دور جب گزر گیا تو ہمارے جدید تعلیمیافتہ لوگوں کی سمت قبلہ بھی تبدیل ہونے لگی اور چاروں طرف سے ہی اجتماعی عدل اور اشتراکیت کے نعرے بلند کرنے والے ہمارے درمیان پیدا ہونے لگے۔ یہاں تک بھی بات قابل صبر تھی۔ لیکن غضب یہ ہے کہ ایک گروہ ہمارے اندر ایسا بھی اٹھا رہا ہے جو اپنے قبلے کی ہر تبدیلی کے ساتھ چاہتا ہے کہ اسلام بھی اپنا قبلہ تبدیل کرے۔ گویا اسلام کے بغیر یہ چل جاتے ہیں جی نہیں سکتے اس لیے ان کے ساتھ رہنا ضرور کا ہے لیکن ان کی خواہش یہ ہے کہ جس کی پیروی کر کے یہ ترقی کرنا چاہتے ہیں۔ اس کی پیروی سے اسلام بھی منحرف ہو جائے اور "دین رجعی" ہونے کے الزام سے بچ جائے۔ اسی بنیاد پر پچھلے کوشش کی جاتی تھی کہ حریت فکر و خیال، سرمایہ داری اور سیکولر جمہوریت کے مغربی تصورات کو عین اسلامی ثابت کیا جائے اور اسی بنیاد پر اب یہ ثابت کیا جا رہا ہے کہ اسلام میں بھی اشتراکی تصورات کی علامات اچھی طرح موجود ہیں۔

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ
(تفہیمات ص ۱۴۳)

حیات ابدی ـــــــــ علامہ اقبالؒ

زندگانی ہے صدف قطرۂ نیساں ہے خودی
وہ صدف کیا کہ جو قطرے کو گہر کر نہ سکے
ہو اگر خود نگر و خود گر و خود گیر خودی
یہ بھی ممکن ہے کہ تو موت سے بھی مر نہ سکے

تازہ بہ تازہ

افغانستان میں روسی جارحیت کیخلاف پاکستان کے ساڑھے پانچ سو سے زائد ادیبوں کا محضر نامہ

ہم پاکستان کے اہلِ قلم دنیا بھر میں بسنے والوں کے ضمیر، خاص طور پر اہلِ قلم حضرات کی توجہ اس خطرے کی طرف مبذول کرانا چاہتے ہیں جو عالمِ انسانیت کے سر پر سامراجی ازم سے بڑا خطرہ بن کر نمودار ہوا ہے۔

چار برس کے مختصر عرصے میں افغانستان کی سرزمین پر چودہ لاکھ سے زائد معصوم انسان شہید کر دیے گئے ہیں۔ روسی طیارے وادیوں اور پہاڑوں میں ہر انسانی آبادی پر آگ برسا رہے ہیں۔ جنگلات، بستیاں جل رہی ہیں اور دراختوں میں بچے، بوڑھے، عورتیں اور کھلونا بموں کی زد میں ہیں۔ تیس چالیس لاکھ سے زائد بے گناہ انسانوں کو ہجرت پر مجبور کر دیا گیا ہے۔

افغانستان کے دو کروڑ باشندوں نے آخر کون سا جرم کر دیا ہے؟ وہ اپنے اسلامی عقیدے کے مطابق زندگیاں گزارنا اور اپنے معاملات خود نمٹانا چاہتے ہیں اور انہوں نے جبر کے سامنے سر جھکانے سے انکار کر دیا ہے۔ وہ اس لئے دنیا کی سب سے بڑی جنگی مشین سے جہاد کر رہے ہیں کہ وہ اپنی آزادی اور ملی نظریے پر سمجھوتہ کرنے پر تیار نہیں جو کہ زمین پر پیدا ہونے والے ہر انسان کا حق ہے۔

اے آج کی متمدن دنیا کے باسیو! تمہارا ضمیر کب جاگے گا؟ اور اے آزاد دنیا کے اہلِ قلم! تمہاری خاموشی کب ٹوٹے گی؟ ہم پاکستان کے تمام اہلِ قلم ادیب اور شاعر کسی ابہام کے بغیر یہ اعلان کرتے ہیں کہ اگر مظلوموں اور اندیشوں نے حکومتوں، ابلاغ کے اداروں اور اہلِ قلم کی زبانیں گنگ رہیں تو ظلم کی یہ لہر جو دنیا کے آدھے حصے پر چھا چکی ہے کل ساری دھرتی کو اپنی لپیٹ میں لے گی۔

ہم افغان مجاہدوں کے جذبۂ حریت اور بے مثال شجاعت کو سلام کرتے ہیں۔ ہم ان کی تاریخ ساز قربانیوں پر فخر کرتے ہیں اور ساری دنیا کے لکھنے والوں سے انسانی رشتوں کے تقدس کے نام پر اپیل کرتے ہیں کہ جارح غاصب روسی افواج کو ایک آزاد ملک سے نکال دینے کی جدوجہد میں شریک ہو جائیں۔

پیش کنندہ: نعیم صدیقی مدیر سیارہ
بموقع پریس کانفرنس منعقدہ اسلام آباد

تاثیرِ کلام

اردو ادب سے تعلق رکھنے والے باذوق حضرات اکبر الٰہ آبادی کے نام اور کلام سے خوب واقف ہیں۔ عشرت منزل میں خوب جمگھٹا رہتا تھا۔ بعض بزرگ ان کے افراد ہوتے تھے۔ حسنِ اتفاق ایک دن بات طول کھینچ گئی۔ چند لوگوں نے جانکی بائی عرف چھپن چھری کے حسن و جمال اور رقص و سرود کی تعریف میں زمین اور آسمان کے قلابے ملائے۔ کسی نے کلکتہ والی گوہر جان کی مداح سرائی کی۔ اکبر الٰہ آبادی خاموشی سے یہ تعریفیں سنتے رہے جب ان سے رائے طلب کی گئی تو قدرے توقف کے بعد فرمایا ہے

کون آرام سے دنیا میں ہے گوہر کے سوا
سب کچھ اللہ نے دے رکھا ہے شوہر کے سوا

کہتے ہیں جب یہ شعر گوہر جان نے سنا تو کلکتہ سے الٰہ آباد آئی اور اکبر الٰہ آبادی کے ہاتھوں پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ گئی وہ پیشے سے تائب ہو گئی۔

برجستہ ترجمہ

جب عشرت منزل کی تعمیر مکمل ہو گئی اور اکبر الٰہ آبادی نے اس کو آباد کیا تو ان کے احباب جمع ہوئے۔ موتی لال نہرو بھی اکبر کے ہمعصر تھے اور ان کا بھی عالیشان محل تیار ہوا تھا۔ اکبر کی کوٹھی پر "عشرت منزل" لکھا دیکھ کر بولے۔ ہمارے مکان کا بھی کوئی ایسا ہی خوبصورت نام تجویز کر دیجئے لیکن ہو ہندی میں۔ اکبر نے بے ساختہ جواب دیا۔ آپ عشرت منزل کو الٹ دیجئے۔ مطلب ہندی میں "آنند بھون" لکھا دیجئے چنانچہ آج تک موتی لال کا محل آنند بھون کے نام سے مشہور ہے۔

ابیات بحضور سرورِ کائنات

ترے رسول کی نسبت تجھے اجالوں سے
میں تیرا ذکر کروں صبح کے حوالوں سے

نہ میری نعت کی محتاج ذات ہے تیری
نہ تیری مدح ہے ممکن مرے خیالوں سے

تو روشنی کا پیمبر ہے اور مری تاریخ
بھری پڑی ہے شبِ ظلم کی مثالوں سے

ترا پیام محبت تھا اور مرے یہاں
دل و دماغ ہیں پُر نفرتوں کے جالوں سے

یہ افتخار ہے تیرا کہ اے عرش مقام
تو ہمکلام رہا ہے زمین والوں سے

مری آنکھوں میں کاجل نہ شبنمی لب ہیں
کہ میرے دل کا ہے رشتہ خراب حالوں سے

میں بے بساط سا شاعر ہوں پر کرم تیرا
کہ باشرف ہوں قبا و کلاہ والوں سے

احمد فراز خاص برائے الہلال

مرزا ظفر الحسن کی نئی کتابیں

مرزا ظفر الحسن نے حال میں دو کتابوں کو مرتب کیا ہے جو حال میں کراچی سے شائع ہوئی ہیں۔ ان میں سے پہلی کتاب "یادِ یارِ مہرباں" ہے جو فیض کے بارے میں ہے۔ اور دوسری "خون دل کی کشید" فیض احمد فیض پر ہے۔ یہ دونوں کتابیں مرتب کی متعدد تحریروں کے علاوہ دیگر ممتاز اہلِ قلم کی تحریروں پر مشتمل ہیں۔

تصانیفِ اقبال شائع ہو گئی

ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی کا پی ایچ ڈی کا مقالہ "تصانیفِ اقبال کا تحقیقی و توضیحی مطالعہ" شائع ہو گیا ہے۔ اسے اقبال اکادمی نے شائع کیا ہے۔ اس ضخیم کتاب میں مصنف نے تصانیفِ اقبال کے بارے میں تحقیق اور توضیح کے ذریعے تمام بنیادی اور ضروری معلومات فراہم کر دی ہیں اس طرح یہ کتاب اپنے مباحث اور معلومات کے لحاظ سے ایک "انسائیکلوپیڈیا" ہے۔

تہافت الفلاسفہ

امام غزالی کی معروف اور اہم تصنیف "تہافت الفلاسفہ" کا ایک اردو ترجمہ حال ہی میں انجمن ترقی اردو پاکستان نے شائع کیا ہے۔ ترجمہ پروفیسر ابوالقاسم محمد الفضل زنگی پوری نے کیا ہے اور حواشی ریاست اور حسن کے کا اہتمام کیا ہے۔ اس کتاب کے اس سے قبل حیدرآباد دکن سے میر ولی الدین اور دیگر حضرات سے بعض دوسرے ترجمے بھی شائع ہو چکے ہیں لیکن یہ مطابق ترجمہ اصل کتاب کے ہیں ابواب پر مبنی ہے جو ترجمے کے تجزیہ اور تنبیہ سے گزر چکا ہے۔

بیاضِ ساغر

درویش شاعر ساغر صدیقی مرحوم کے کلام کا انتخاب یونس رہبر نے "بیاضِ ساغر" کے نام سے ستارہ پبلیکیشنز کے زیرِ اہتمام شائع کیا ہے۔ کتاب کی پیشانی پر ساغر کا یہ شعر درج ہے

زندگی جبرِ مسلسل کی طرح کاٹی ہے
جانے کس جرم کی پائی ہے سزا یاد نہیں

انتخابِ جدید

انجمن ترقی اردو پاکستان کے زیرِ اہتمام "انتخابِ جدید" کی جلد دوم شائع ہو گئی ہے۔ جس میں عصرِ حاضر کی منتخب اردو شاعری کا انتخاب ڈاکٹر وزیر آغا نے کیا ہے ڈاکٹر اختر حسن سید اور سید رفیقی نے ان کی معاونت کی ہے اس انتخاب میں میر جیسے بزرگ سے جدید دور کے نوجوان شاعروں تک کا کلام شامل کیا گیا ہے۔ اس سلسلے کی پہلی جلد ایک عرصہ قبل انجمن ترقی اردو نے شائع کی تھی جس کو عزیز احمد اور آل احمد سرور نے مرتب کیا تھا۔

مخطوطاتِ انجمن

انجمن ترقی اردو پاکستان کے کتب خانہ کے مخطوطات کی وضاحتی فہرست کی چھٹی جلد شائع ہو گئی ہے۔ اس جلد کو بھی سابقہ جلدوں کی طرح ممتاز اور بزرگ محقق افسر صدیقی امروہوی نے مرتب کیا ہے اور فہرست میں شامل ہر مخطوطہ کے بارے میں مفصل اور مفید معلومات فراہم کی ہیں۔ مجموعی طور پر اس طرح کل سات سو پچاسی مخطوطات کا تعارف مکمل ہو گیا ہے۔

بھارت میں حفیظ جالندھری ٹرسٹ قائم کیا جائے گا

نئی دہلی ۔۔۔ (ملیاپورٹ) پاکستان کے ممتاز شاعر حفیظ جالندھری مرحوم کے نام پر یہاں ایک ٹرسٹ قائم کیا جائے گا۔ یہ بات حفیظ جالندھری کے خاندان کے ایک رکن نے یہاں بتائی۔ غالب اکیڈمی میں گذشتہ روز حفیظ جالندھری کو خراجِ عقیدت پیش کرنے کیلئے ایک جلسہ ہوا جس سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ حفیظ جالندھری کی تخلیقات کا ایک جامع مجموعہ شائع کیا جائے گا۔ معروف ادیب ڈاکٹر ... نے حفیظ جالندھری کو خراجِ عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا کہ حفیظ جالندھری مرحوم پاکستان کے ہی نہیں ہندوستان کے بھی شاعر تھے۔ ... اس موقع پر ایک پیغام بھی پڑھ کر سنایا گیا ... جس میں کہا گیا تھا کہ حفیظ جالندھری پورے برصغیر کا سرمایہ تھے۔

کراچی کے کتب خانے

گزشتہ پیر (۱۶ جنوری) کی شب بی بی سی کی اردو سروس کے پروگرام "کتب خانہ" میں رضا علی عابدی نے کراچی کے کتب خانوں کا تذکرہ کیا۔ ان کا یہ پروگرام لندن کے اس سفر کی یادداشتوں پر مشتمل تھا جو انہوں نے اسی پروگرام کے لئے مواد اکٹھا کرنے کی غرض سے چند ماہ قبل پاکستان کے مختلف شہروں میں گھوم پھر کر کیے تھے۔

اس پروگرام کا آغاز انہوں نے مرزا ظفر الحسن اور ان کے بیگار کارنامے "غالب لائبریری" کے حوالے سے کیا اور مرزا صاحب کی بے مثال خدمت کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے غالب لائبریری کے خصائص کا تعارف کرایا۔ اسی سلسلے میں انہوں نے کراچی کے "قومی عجائب گھر"، "کتب خانہ عبدالحق" اور کراچی یونیورسٹی کے کتب خانہ کا بھی تعارف کرایا۔ نیز کتب خانوں میں جناب خالد اسحاق، ڈاکٹر جمیل جالبی، مشفق خواجہ، ڈاکٹر محمد ایوب قادری، سید محمد یحییٰ، حسن مثنیٰ ندوی، مولانا عبداللہ رفیق ہاشمی کے کتب خانوں کا ذکر کیا گیا۔ اس ضمن میں انہوں نے "قومی عجائب گھر" (کراچی) میں موجود مخطوطات کے اس اہم ذخیرے کی خستہ حالی اور کسمپرسی کا خصوصیت سے ذکر کیا جسے دیکھ کر وہ بہت حیران ہوئے۔ سامعین کو یہ بتایا گیا کہ یہ علوم ہوا کہ ممتاز حسن مرحوم نے اس ذخیرہ کو جمع کرنے کا جو خواب دیکھا تھا ان کے انتقال کے بعد وہ ذخیرہ عدم توجہی کا شکار ہو گیا۔ نایاب مخطوطات کی خرید بند ہے اور جو کچھ موجود ہے اس کی دیکھ بھال کا مناسب انتظام نہیں یہاں تک کہ جب رضا علی عابدی اس کو دیکھنے کے لئے گئے تو لائبریرین تک موجود نہ تھے۔

فیض احمد فیض ماسکو روانہ ہو گئے

لاہور ۔ ایک اطلاع کے مطابق عالمی شہرت کے شاعر فیض احمد فیض علاج کی غرض سے ماسکو روانہ ہو گئے ہیں۔ انہیں روس میں علاج کی پیشکش اس وقت کی گئی تھی جب وہ دمہ کے علاج کے لئے لاہور کے میو ہسپتال میں داخل ہوئے تھے جہاں وہ کئی ہفتے تک زیرِ علاج رہے تھے لیکن پوری طرح صحت یاب نہ ہو سکے۔ فیض احمد فیض کے ساتھ ان کی اہلیہ ایلس فیض بھی ماسکو روانہ ہوئی ہیں۔ بتایا گیا ہے کہ وہ تین ماہ تک روس میں قیام کریں گے۔

حفیظ پر پہلی اہم کتاب

حفیظ جالندھری کی شخصیت اور ان کی شاعری کے مختلف اصناف کا مفصل تنقیدی جائزہ حیات کے ایک مصنف مظفر ضمیری نے "حفیظ جالندھری کا تنقیدی مطالعہ" کے نام سے تحریر کیا تھا۔ یہ کتاب کچھ عرصہ قبل ادارہ ادبیات سے شائع ہوئی ہے۔ یہ دراصل حفیظ کی شاعری پر مصنف کا ایم اے کے لئے لکھا گیا مقالہ تھا۔ یہ حفیظ مرحوم کی تمام تخلیقات کا ادبی جائزہ ہے اور اپنی نوعیت کی پہلی کتاب ہے جو حفیظ مرحوم کے بارے میں معلومات ہی نہیں ان کی شاعری کا تنقیدی تجزیہ بھی فراہم کرتا ہے۔

غزل

حسن رضوی

دریا دریا جلتے دیکھوں
میں بھی برف پگھلتے دیکھوں
گیلی مٹی کی خوشبو میں
بدن گلاب مہکتے دیکھوں
ایک ہی صورت سامنے آئے
جب بھی سورج ڈھلتے دیکھوں
رات کے پچھلے پہر کو جاگوں
اور میں چاند پگھلتے دیکھوں
اس کی سانولی صورت کو میں
سرمئی شام میں ڈھلتے دیکھوں
جھیل سی آنکھوں کے ساون میں
اپنی آنکھیں جلتے دیکھوں
رضوی مدت سے خواہش ہے
میں بھی چاند نکلتے دیکھوں

ادب و ثقافت

میں نے اپنی شاعری میں نسائیت کی دُکان نہیں سجائی

ادا جعفری

انٹرویو: طاہر مسعود

ادا جعفری اردو شاعری کا معتبر نام ہے۔ آپ کے چار شعری مجموعے ”میں ساز ڈھونڈتی رہی“، ”شہر درد“، ”غزالاں تم تو واقف ہو“ اور ”ساز سخن بہانہ ہے“ منظر عام پر آچکے ہیں۔ ان کے شوہر نور الحسن جعفری بیتشنل انوسٹمنٹ ٹرسٹ کے چیئرمین ہیں اور شاعری کا اچھا ذوق رکھتے ہیں۔ اگر وہ دیکھئے تو شاید ادا جعفری ایک گھریلو خاتون کی حیثیت سے گمنام زندگی بسر کر رہی ہوتیں۔ ادا جعفری صاحبہ بلند سماجی مرتبہ رکھنے کے باوجود شاعری میں شہرت اور بلند مقام حاصل کرنے کے لئے کسی شارٹ کٹ راستہ کو اختیار نہیں کیا۔ جس کا ثبوت ان کے شعری مجموعوں کا تعارفی تقریبات، انٹرویو، مشاعرہ اور اشتہارات سے دور رہنا ہے۔

س: شاعری سے پہلی ملاقات کب اور کہاں ہوئی؟

ج: جب لڑکیوں کو شاعری سے ملاقات کرنے کا اجازت نامہ حاصل نہ تھی اور ان کا شعر کہنا تو سخت معیوب اور قابلِ اعتراض سمجھا جاتا تھا۔ میری عمر نو دس سال کی تھی جب میں نے شعر کہنے کی ابتدا کی۔ یہ سب کچھ خود بخود ہوا۔ مجھے یاد نہیں پڑتا کہ میں نے خاص کر کے شعر کی کوشش کی ہو یہاں تک کہ مجھے یہ بھی شبہ ہے کہ معلوم نہیں کہ میں شعر کیوں کہہ رہی ہوں۔

والد صاحب کا انتقال میرے بچپن ہی میں ہوگیا تھا۔ میں ابھی کوئی تین برس کی ہی ہوں گی۔ والدہ نے ایک بھائی اور ہم تین بہنوں کو پالا۔ میرے شعر کہنے کا احوال میں جس حد تک لکھ سکتی تھی، والدہ اور دیگر نے حوصلہ دیا اور میری شاعری کی حوصلہ افزائی کی۔

میری شادی کی بات چیت چلی تو مجھے اس اندیشے کی بنا پر کہ نہ معلوم میرے سسرال والے شاعری کے شوق کو ناپسند کریں، میں نے چاہا کہ اپنا شعری مجموعہ چھپوا دوں۔ والدہ سے مشورہ کیا تو انہوں نے فوراً اجازت دے دی۔

یہ ۱۹۴۸ء کا زمانہ تھا۔ اجازت ملنے کے بعد میں نے اپنا مجموعہ مرتب کیا اور بیاض کے لیے انتظار سے دیباچہ لکھوایا اور چھاپنے کے لئے ”سویرا“ والوں کو دے دیا جسے انہوں نے تین سال کے بعد چھاپا۔ اس مجموعے کا نام تھا:

”میں ساز ڈھونڈتی رہی“

اشاعت کے بعد اس کی بے حد پذیرائی ہوئی۔

جس لکھا۔ رسائل والے خصوصاً محمد طفیل نقوش کا خط آتا تھا۔ وہ رسالہ چھاپنے سے پہلے مجھے خود لکھتے تھے کہ کچھ بھیجئے۔ تب مجھے شدید احساسِ شکست ہوتا تھا۔ میں اسی احساس سے اتنی مغلوب ہو جاتی تھی کہ انہیں جواب تک لکھنے کی ہمت نہ ہوتی تھی۔ میرے میاں انہیں جواب دیتے تھے کہ یہ اخلاق تقاضا تھا۔ میرا رشتہ قلم کتاب سے ٹوٹ گیا اور یہ وقفہ بہت طویل ہوگیا۔ مجھے دھوکہ ہوا کہ شاید شعر کہنے کی صلاحیت ہمیشہ کے لئے ختم ہو چکی ہے۔ میں اس عمر کے زندان میں قید زندگی میں صرف ایک جان بن کر رہ گئی تھی۔ پھر ایک ہولناک واقعہ ہوا۔ میرے شوہر کے چچا زاد بھائی میجر ضیاء الدین عباسی شہید ہو گئے۔ ان کی بیوہ کو دیکھ کر مجھے شدید دکھ ہوتا تھا۔ وہ جوان خوبصورت اور اتنی بھولی عورت تھیں کہ لگتی نہ تھیں کہ وہ بیوہ ہو گئی ہیں۔ ان کا خیال کر کے دل بھر آتا تھا۔ ایک بات میری طبیعت ناساز تھی، نیند مجھ سے کوسوں دور تھی۔ مجھے ایسا لگا کہ مجھ پر شعر اتر رہے ہیں۔ اس رات میں نے کئی سال کے طویل انتظار کے بعد ”میجر شہید“ کے عنوان سے نظم لکھی۔ اور یوں میرا شعر سے رشتہ بحال ہوگیا۔ اب بھلا ایسا ہوتا ہے کہ میں کئی کئی مہینے شعر نہیں لکھ پاتی۔

س: آپ شعر و شاعری کے تجربے سے گزری ہیں آپ اس صورتحال کا کیا تجزیہ کرتی ہیں کہ شاعر پر خاموشی کا طویل وقفہ کیوں آجاتا ہے؟

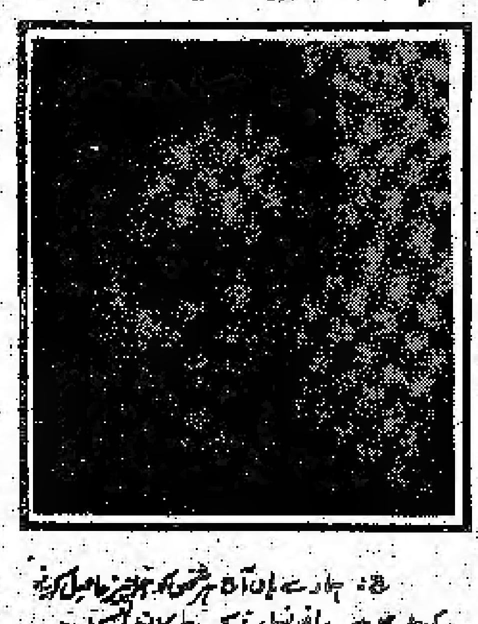


کی شاعری ہے۔ اور اس میں اعتبار تک پہنچ گئی ہیں لیکن میں شاعری میں نسائیت کی دکان سجانا پسند نہیں کرتی۔ شاعری کے اندر شخصیت ضرور آتی ہے لیکن بنیادی اور اہم بات یہ ہے کہ جو شعر کہا گیا ہے کیا اس میں شعریت پیدا ہوئی ہے۔

اجتماعی آسودگیاں، ذاتی کوتاہیاں اور خامیاں میرا موضوع ہیں۔ کبھی کبھی آپ بیتی سے زیادہ جگ بیتی ہو جاتی ہے۔

س: آپ کی دو حیثیتیں ہیں۔ ایک شاعرہ اور دوسری ایک گھریلو خاتون، کیا آپ کی ذات میں مقید ان دو شخصیتوں میں تصادم نہیں ہوتا۔ اگر ہوتا ہے تو جیت کس کی ہوتی ہے؟

ج: ان دونوں میں کوئی تضاد نہیں ہے ان میں لڑائی بھی نہیں ہوتی۔ میں گھر کا کام کرتے ہوئے شعر سوچتی ہوں۔



میں فیض کی آواز کی گونج نہیں ہوں

خواتین کی شاعری کا اعتبار مجھ ہی سے شروع ہوتا ہے

ج: چاروں پر آج ہر شخص کو ضرورت ہے۔ پرانی نسل نے کب جبر کا اعتبار کیا ہے۔ چاہے وہ طاقت اور دولت ہو یا شہرت۔ خرابیاں تمام سماج میں ہیں۔ اور اس میں نئی یا پرانی نسل کا فرق نہیں ہے۔ میں نے ایک نظم ”شہر یاراں“ لکھی۔ جس میں اپنے بیٹے سے کہا ہے کہ جب تم بچے تھے تو تمہارے ساتھ ہم دونوں نے تمہارے سہارے زندہ رہنا سیکھا ہے۔

ج: وہ صرف ذاتی زندگی کے نہیں ہوتے شاعر ایک ہی کرب جھیلتا ہے۔ جو کانٹے چبھتے ہیں وہی انسان کو لگا جاتے ہیں۔ پھر زہرا ہوتی ہے جیسا محسوس کرنے کا آئندہ انسان کی خوشی ہے۔ اگر یہ نہ ہو تو وہ انسان نہیں ہے۔

س: آپ کی شاعری کا مرکزی موضوع یا بنیادی مسئلہ کیا ہے؟

ج: مرکزی موضوع آجکل ہم سب کی زندگی ہے

ادا جعفری کی ایک غزل

پہلے ہے جو دن تو خود کو بدلنا پڑا مجھے
کیوں اتنی احتیاط سے چلنا پڑا مجھے

سرشاریاں بھی درد کی سچائیوں میں تھیں
لیکن قدم قدم پہ سنبھلنا پڑا مجھے

جس روز آنسوؤں سے ہر اک آئینہ بجھا
اُس روز آفتاب میں ڈھلنا پڑا مجھے

یادوں کے سائبان تلے دم نہ لے سکی
لمحوں کے ساتھ ساتھ پگھلنا پڑا مجھے

معلوم تھا کہ میرا سفر دائروں میں ہے
پھر وہ دفا شعار کہ چلنا پڑا مجھے

ہوں مطمئن وہ آگ پرائی نہ تھی ادا
جس بے پناہ آگ میں جلنا پڑا مجھے

مجھ سے انتقام لیا جا رہا تھا

سرفراز نواز



انٹرویو: ایاز میمن

[illegible]

برکی اور آصف نے مجھے دھمکی دی..

[illegible]

پاکستان میں شیعہ سنی فساد کرانے کی عالمی سازش کی گئی ہے

[illegible]

جہانگیر خان نے اعزاز برقرار رکھا

[illegible]

نکاح پڑھانے کے نرخ بڑھ گئے

[illegible]

پاکستان بھارت کے خلاف تین ٹیسٹ اور تین ایک روزہ میچ کھیلے گا

[illegible]

مختصر مختصر اشتہارات

ضرورت رشتہ

ایک بیالیس سالہ پاکستانی مسلمان گریجویٹ خاتون کیلئے مناسب رشتہ درکار ہے۔ پتہ ذیل پر رجوع کریں۔

P.O. Box 1023
Williamsville,
NY. 14221, U.S.

شریف سنی مسلمان گھرانے کی باکردار لیڈی ڈاکٹر کیلئے مناسب رشتہ درکار ہے۔ تفصیلات کیلئے الہلال کی معرفت رجوع کریں۔

S. A c/o al-Hilal

پاکستان میں اخلاقی و معیاری رشتوں کے خواہشمند حضرات مندرجہ ذیل پتہ پر اعتماد کے ساتھ لکھیں۔

Br. Hasan
P.O. Box 503, Sta. "A"
Toronto, Ontario
M5W 1E4

پاکستانی و جنوبی ہندوستانی سادات گھرانے کی ۱۹ سالہ کینیڈین شہریت کی حامل زیر تعلیم خوبصورت و نیک سیرت لڑکی کیلئے پروفیشنل ڈگری ہولڈر کا رشتہ مطلوب ہے۔ تفصیلات کیلئے رابطہ قائم کیجئے ---- جی سید

پاکستانی و جنوبی ہندوستان کے ۲۳ سالہ خوش شکل و کینیڈین شہریت کے حامل لڑکے کیلئے جو کمپیوٹر سائنس کی ماسٹر ڈگری ختم کر رہا ہے کیلئے رشتہ مطلوب ہے۔ لڑکی خوبصورت نیک سیرت اور تعلیم یافتہ ہو۔ تفصیلات کیلئے رابطہ قائم کیجئے۔ جی سید

G. Syed (519) 623-2461

عمدہ سرکاری ملازمت اور کینیڈین شہریت کی حامل، اعلیٰ تعلیمیافتہ خوبصورت پاکستانی سنی مسلم نوجوان لڑکی جو حادثاتی طور پر طلاق سے دوچار ہو چکی ہے کیلئے تعلیمیافتہ باشعور و مذہبی رجحان کے مالک تقریباً تیس سالہ نوجوان کا رشتہ درکار ہے۔ دیگر معاملات کیلئے رجوع کریں۔

Mrs. Qureshi c/o al-Hilal

مختصر اشتہارات کا معاوضہ صرف ۵ ڈالر ہے جس کی ادائیگی پیشگی ضروری ہے

مزید فوج مشرقی پنجاب بھیج دی گئی، ہنگاموں میں ۴۰ سکھ ہلاک ہوئے

جماعت اسلامی محمودودی کی طرف سے کمیٹی کے قیام کا خیر مقدم

[illegible]

بڑے پیمانے پر خون خرابے کو روکنے کے لئے پولیس واپس بلائی جائے: لنگوال

پٹیالہ میں ہڑتال، صوبے میں صورتحال سخت کشیدہ ہے

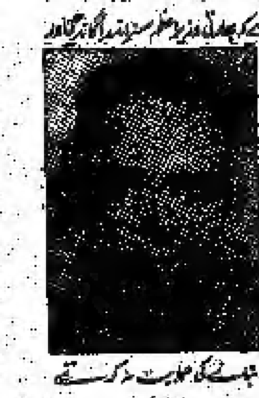
[illegible]

اندرا کو بھارتی مسلمانوں کی کوئی پرواہ نہیں وہ سمجھتی ہیں کہ یہ کہیں نہیں جا سکتے

بھارتی وزیر اعظم نے کہا تبدیلی مذہب کے بارے میں احتجاج کرو ورنہ میں کچھ نہ کر سکوں گی

مسلموں کے خلاف پوری مہم اندرا کے ایماء پر شروع ہوئی

بھارت کی سیاست پر ہندو فرقہ پرستی چھا گئی ہے، جنتا پارٹی کے سیکرٹری جنرل شہاب الدین کا انٹرویو



[illegible]

جھگیاں والی توپ ملبہ کو منتقل کی جا رہی ہے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ایم آر ڈی کے رہنما عیش کرتے ہیں، کارکن جیل جاتے ہیں: راؤ رشید

قیادت ٹھوس لائحہ عمل نہیں دے سکی تو منتشر ہو جائے، تصویر چھپوانے کا شوق انتہا کو پہنچ گیا ہے

[illegible]

راشی پولیس افسر مجھے ہلاک کرنا چاہتے ہیں، ایس پی اینٹی کرپشن کا دعویٰ

میری کار کو کچلنے کے لئے ایک ٹرک ڈرائیور کو آمادہ کر لیا گیا ہے: سید عبدالرؤف

[illegible]

منتخب نمائندوں کو اقتدار کی منتقلی بحران کا واحد حل ہے: مولانا درخواستی

زکوٰۃ و عشر کے نفاذ کے بعد دوہرے ٹیکس کا نظام ختم کیا جائے

[illegible]

مقبوضہ کشمیر کے وزیر اعلیٰ جلد پاکستان کا دورہ کریں گے

اس دورے کو پاکستان اور بھارت کے درمیان بہتر تعلقات کے پس منظر میں دیکھنا چاہیے: ڈاکٹر فاروق عبداللہ

[illegible]

چٹاگانگ یونیورسٹی ویران پڑی ہے

طلباء و اساتذہ کلاسوں سے غیر حاضر ہیں

[illegible]

عسکری اخراجات اور ہتھیاروں کی برآمد میں روس سرفہرست رہا

افریقہ کو مرکزی منڈی کی حیثیت حاصل رہی، چین کی فوج دنیا کی سب سے بڑی فوج ہے

[illegible]

بھارتی فوجیوں کے بھی کچھ حصے میں آزاد کشمیر پاکستان میں شامل ہو جائے گا: فاروق عبداللہ

[illegible]

مصر کے صدر حسنی مبارک کا اسلام آباد میں پرتپاک استقبال

مسئلہ افغانستان کا سیاسی حل تلاش کیا جائے، صدر ضیاء کی طرف سے دی گئی ضیافت میں تقریر

[illegible]

۲۲ ہزار روپے اور ایک بھینس کے عوض ماں نے اپنی ۲ بیٹیاں فروخت کر دیں

ساہیوال ۔۔۔ (پ پ آئی) نواز شاہ پولیس نے ایک عورت راجن بی بی کو اپنی دو بیٹیاں فروخت کرنے کے الزام میں حدود آرڈیننس کے تحت گرفتار کر لیا ہے۔ پولیس نے فروخت کی جانے والی لڑکیوں میں سے ایک کو برآمد کر لیا دوسری کی تلاش جاری ہے۔ اطلاعات کے مطابق راجن بی بی چار برس پہلے اپنے آشنا اللہ دتہ کے ہمراہ بھاگ گئی تھی اور اپنی دونوں بیٹیوں کو بھی ساتھ لے گئی اور بعد میں وہ اپنے شوہر محمد امیر کے خلاف تنسیخ نکاح کا مقدمہ ہار گئی تاہم راجن بی بی اپنے آشنا کے ساتھ ہی رہنے پر مصر رہی۔ [illegible] جانے والی ایک لڑکی شاہدہ کو برآمد کر لیا۔

جیتی جاگتی زندگی — ش فرخ، آپ کے نفسیاتی مسائل کا حل پیش کرتی ہیں

میں اچھی باتوں سے اُکتا گیا ہوں

ہمیں بچپن میں ہی سکھایا گیا تھا کہ دوسروں کے کام آنا، بڑوں کا کہنا ماننا، کسی کا دل نہ دکھانا یہ تمام بہت اچھی باتیں تھیں۔ لیکن کچھ عرصہ سے مجھے یہ شدید احساس ہو رہا ہے کہ میں نے اپنی ساری زندگی مروت میں گذار دی ہے۔ کسی کو "نہ" نہ بولا، مجھے پسند ہو یا نہ ہو، لیکن دوسروں کے کہنے پر اُن کا کام کیا۔ ان کی ہر فرمائشیں پوری کیں۔

اس کا مطلب یہ نہیں کہ مجھے لوگ پسند نہیں ہیں۔ میں مخلص زندگی گذارنے کا عادی ہوں۔ اپنے احباب میں بہت مقبول ہوں، لیکن میری دوست جو ایک ذہین لڑکی ہے کہتی ہے کہ تم ہر کسی کو جھٹ سے ہاں کہہ دیتے ہو۔ پھر بعد میں بڑبڑاتے ہو اس سے بہتر ہے کہ تم انکار کر دیا کرو۔ لیکن مجھ میں انکار کرنے کی ہمت نہیں ہے۔ میں نے یہ بھی محسوس کیا ہے کہ لوگ میری نرم مزاجی کا غلط فائدہ اٹھاتے ہیں۔ لیکن میں بھی مجبور ہوں میری بنیادی تربیت ہی ایسی ہے۔

میں خود کو تبدیل کرنا چاہتا ہوں، لیکن کس طرح؟

شکیل

یہ صرف آپ کا مسئلہ نہیں ہے۔ ایسے اور بہت ہوں گے۔ اور ہیں۔ اس پر نفسیات دان کافی فکرمند نظر آ رہے ہیں۔ "نہ کہنے کے فوائد" یا "ہاں نہ کہیں تو خاص جرم ہوتا ہے" قسم کے مضامین اور کتابیں نظر سے گذری ہیں۔

آپ کی پریشانی کی ایک وجہ تو آپ کی دوست نے آپ کو بتا دی ہے کہ ایسی ہاں کہنے سے کیا فائدہ جو بعد میں بڑبڑایا جائے یا دل جلایا جائے۔ پھر بہت سے لوگوں سے سارے کئے گئے وعدے وقت کی کمی یا کسی اور مجبوری کی بنا پر جب پورے نہ ہو سکیں تو وہ شخص جس قدر آپ کے وعدے پر خوش ہوا تھا اس سے زیادہ اسے اس بات پر غصہ آنے لگا کہ یہ کام کر نہیں سکتے تھے تو بھلا حامی کیوں بھری تھی۔

بچپن کی تربیت اپنی جگہ درست ہے۔ لیکن بڑے ہو کر صورتحال کے مطابق اقرار یا انکار کی سوجھ بوجھ آ جانی چاہیئے۔ پھر کچھ لوگ محض مقبول ہونے کی لالچ میں ہر ایک کے سامنے اچھا بننے کی کوشش کرتے ہیں۔ اچھا بننا برائی نہیں۔ لیکن جہاں دس لوگ آپ کو اچھا سمجھتے ہیں وہاں اگر ایک

شخص بھی بات کہنے پر خفا ہو گیا تو ہرج نہیں۔ لگی وہ ضرور سمجھ جائے گا کہ آپ نے اسے ٹالا نہیں آپ واقعی مجبور تھے۔

بیکار مباش

مجھے ناخنوں سے ناخن کترنے کی عادت ہے اس وجہ سے میرے ناخن بہت چھوٹے رہ گئے ہیں۔ میں یہ عادت چھوڑنا چاہتی ہوں، میں نے بارہا عادت ترک کرنی چاہی اور ایسا کرنے میں کامیاب بھی ہو جاتی ہوں، پھر چند روز بعد میرے ناخن بڑھ جاتے ہیں میں انہیں سنوارتی ہوں ان پر نیل پالش لگاتی ہوں وہ خوبصورت معلوم ہوتے ہیں، اس کے بعد نہ جانے مجھے کیا ہو جاتا ہے کہ اپنے ناخن پھر سے کترنے لگتی ہوں۔ (ش - پ)

بیکار مباش کچھ کیا کرو، کوئی اور کام نہیں تو اپنے ناخن کاٹ کاٹ کر بڑھایا کر۔

عام طور پر یہ عادت کسی نفسیاتی الجھن کی علامت ہوتی ہے، ممکن ہے آپ کو بھی کوئی ذہنی پریشانی ہو یا کوئی ایسی آرزو ہو جس کا اظہار ممکن نہیں ہوتا پھر آپ اپنے ناخن کاٹ کاٹ کر اپنے آپ سے لڑتی رہتی ہیں یہ بھی خود اذیتی کا ایک طریقہ ہے لیکن آپ مستقل کسی شغل کا مزہ پہلے ہیں مثلاً آپ انہیں کاٹتی ہیں، پھر انہیں بڑھنے کے لئے چھوڑ دیتی ہیں ان پر نیل پالش لگاتی ہیں جب وہ خوبصورت نظر آتے ہیں تو سوچتی ہیں یونہی اتنی محنت کی اتھوں نے کوئی کرامات ہی نہ دکھائی نتیجہ وہی ڈھاک کے تین پات، زندگی جیسے پہلے تھی اب بھی ویسی ہے، روز و شب اسی طرح ہیں اور سب رنگ ہیں جیسے پہلے تھے۔

آپ نے اپنی پریشانی کی وجہ نہیں بتائی آپ کیا کرتی ہیں کس کلاس میں ہیں۔ بہن بھائیوں سے کتنی لڑائی ہوتی ہے، امی، ابا آپ کو سہیلیوں سے ملنے کی اجازت دیتے ہیں یا نہیں یا گھٹی گھٹی رہتی ہیں آپ سب سے چھوٹی ہیں یا بڑی، یہ باتیں ذکر کیجیے۔

ہاں آئندہ ناخن کاٹنے کو جی چاہے اور ہاتھ کسی طرح رکے تو دستانے پہن لیا کریں اور انہیں اس وقت تک پہنے رکھیں جب تک پرسکون نہ ہو جائیں۔



ایک نہ مانی

دو سال پہلے ہم نے اپنی بڑی بیٹی کی شادی کی۔ لڑکا ہمارے ہاں آتا جاتا تھا۔ اس کے ابو کو بھی پسند تھا۔ لیکن میری خواہش تھی کہ وہ میرے بھانجے سے شادی کرے۔ وہ بہت قابل اور ذہین ہے۔ لیکن میری کسی نے نہ سنی۔ بلکہ ایک روز تو بیٹی نے یہ کہہ دیا کہ امی شادی میری ہے اور مجھے پسند ہے۔

کچھ عرصہ قبل وہ ہمارے پاس آگئی۔ بہت روئی۔ اپنے میاں کی شکایتیں کیں وہ کنجوس ہے۔ میرے کاموں میں نقص نکالتا ہے۔ ہمارا روزانہ جھگڑا ہوتا ہے۔ ابھی تک کوئی بچہ نہیں ہوا۔ میاں صاحب کی اپنی پلاننگ ہے۔

ہم میاں بیوی نے بیٹی کو بہت سمجھایا چاہے کچھ بھی ہو۔ شادی سے پہلے میری ماننے جو بھی تھی میں نہیں چاہتی کہ اس کا گھر اجڑے۔ لیکن وہ واپس نہیں جانا چاہتی تھی۔ کہتی ہے میں طلاق لے لوں گی۔

ہم اس پر بہت دل گرفتہ ہیں۔ ہمارے داماد کا فون آتا ہے۔ مجھ سے بہت اچھی طرح بات کرتا ہے۔ لیکن بیٹی اس سے بات تک کرنے کو راضی نہیں ہوتی۔ کیا ہم اسے زبردستی شوہر کے پاس بھیج دیں؟

ایک ماں

آپ نے یقیناً دل پر پتھر رکھ کر یہ بات کہی ہو گی ورنہ آپ کو بھی یہ علم ہو گا کہ بیٹی کو پریشانی کے عالم میں یہ احساس دلانا کہ تم ہماری چھت کے نیچے پناہ نہیں لے سکتیں ایک سنگدلانہ بات ہے۔

لیکن آپ کو یہ خیال ضرور ہے کہ اس کا گھر بسا رہے میاں بیوی کے درمیان جو اختلافات پیدا ہو گئے ہیں وہ کسی نہ کسی طرح ختم ہو جائیں۔ بہرحال آپ بیٹی پر الزام دھرنے سے گریز کریں۔ اس طرح وہ خود کو سچ ثابت کرنے کے لئے باتوں کو شدید کر کے بتانے لگی۔

آپ کے داماد کا نرم لہجہ یقیناً اس بات کی علامت ہے کہ وہ اپنے کئے پر پشیمان ہے۔ لیکن کچھ عادتیں پختہ ہو چکی ہوتی ہیں جیسے مثلاً کنجوسی یا بیجا نکتہ چینی۔ آپ کی بیٹی کو چاہیئے کہ وہ ایسی باتوں کو سمجھ کر ان سے سمجھوتہ کرنے کی کوشش کریں۔

آپ بھی یہ قبول جانتی کہ آپ اپنے بھانجے سے بیٹی کی شادی کرنا چاہتی تھیں۔ یہ شادی اس کی مرضی سے ہوئی ہے۔ آپ اپنے ذہن کی حسرت سے یہ نہ کہتی ہوں لیکن یہ تاثر ضرور دیتی ہوں گی کہ میں کہتی تھی اس سے شادی نہ کرو۔ البتہ بیٹی کے کان میں یہ بات ڈال دیں کہ اب وہ اپنی پلاننگ ختم کر دیں۔ بچہ ہو جائے گا تو بڑا کی جھگڑے سے بچے جائیں گے۔

اف یہ یبوست

میری شادی کو پانچ سال کا عرصہ ہوا ہے۔ میرے دو بیٹے ہیں ان کی عمریں چار اور ڈھائی سال ہیں۔ ان کی وجہ سے میں طبعی طور پر دن بھر مصروف رہتی ہوں۔ لیکن میں ذہنی طور پر خود کو بہت کاہل اور بور محسوس کرتی ہوں۔

میرے صبح و شام ایک جیسے ہیں۔ وہی صبح سویرے اٹھ کر شوہر کو ناشتہ کروانا بچوں کو نہلانا ان کی فیڈ تیار کرنا۔ گھر کے دیگر کام کرنا۔ زندگی انہی چیزوں تک محدود ہو گئی ہے۔ کبھی کبھار تو میں

اپنے معمولات کی اس یکسانیت سے اکتا کر رونے لگتی ہوں۔

میں نے اپنی طالب علمی کا زمانہ بہت بھرپور طریقے سے گذارا ہے۔ مباحثے، کھیلیں، ڈرامے پتہ نہیں کیا کچھ کرتے تھے۔ اب کبھی گھر سے باہر نکلنا نصیب نہیں ہوتا۔

میرے شوہر بہت محبت کرنے والے ہیں۔ میرا اور بچوں کا ہر طرح خیال رکھتے ہیں۔ ہر آرام و آسائش حاصل ہے۔ لیکن کبھی ہم اکٹھے باہر نہیں گئے۔ میں مانتی ہوں کہ ان کا بھی قصور نہیں ہے۔ یہاں کی زندگی ہے ہی اتنی سخت، بہت محنت کرنی پڑتی ہے۔

مجھے کتابیں رسالے پڑھنے کا بھی شوق تھا۔ لیکن یہ بھی کب تک کروں۔

ش۔ خ

سچ کہتی ہیں آپ، بغیر کسی مقصد کے رسالے کتابیں پڑھنے سے بھلا کہاں سے ملے۔ ہر شے کا ایک مقصد ہوتا ہے۔ اوائل شباب میں رومانوی کتابیں پڑھی جاتی ہیں۔ اس وقت خود کو ہیروئین کی جگہ رکھ کر اس کی خوشی، اس کے دکھ میں شریک ہو کے بڑا مزہ آتا ہے۔ وہ دور گذر گیا۔ اب محض تصویریں اور کاسمیٹکس اور ملبوسات کے اشتہار دیکھ کر کتنا وقت گذرے۔ البتہ اگر آپ کو بچوں کی دیکھ بھال کے بارے میں ملنگ، کھانے کی ترکیبوں میں دلچسپی ہو تو ان امور پر بہت دقت گذر سکتا ہے۔

بہرحال یہ یقین کریں، کہ اکتاہٹ، یکسانیت، بوریت، یہ تمام چیزیں آپ کے اندر ہیں باہر نہیں۔ یہ دنیا دلچسپیوں سے خالی نہیں۔ اس کے رنگ جگہ جگہ بکھرے پڑے ہیں۔ آپ نے اس بات کا اقرار بھی کیا ہے کہ آپ کے شوہر پیار کرنے والے بہت خیال رکھنے والے۔ ایسے شخص سے اگر آپ ایک شام کی فرمائش کریں گی تو وہ منع نہیں کریں گے۔ چھٹے دن چھٹیاں صرف اس لئے نہیں آتیں کہ گھر میں اکٹھا جو دال پہر ٹھیک کیا جائے یا بجلی کی استری کی مرمت کی جائے۔ اگر ایک دن اپنے کاموں میں گذرتا ہے تو ایک شام پکنک پر یا سرکس میں بھی گذاری جا سکتی ہے۔

گل ہو گئے تھے مہر درخشاں کے سب چراغ
چمکا ہے یوں بھی مہر فروزاں کبھی کبھی
شبنم کے آنسوؤں میں جھلک کر غبار گل
ہم سمجھتے ہیں زخم بہاراں کبھی کبھی
اشکوں نے لوٹ لی کہیں آنچل نے چھین لی
نیلام لٹ گئی متاع کی دولت جگہ جگہ
دل کی تباہیاں ہیں اک باب تک ہم دیکھ سکتے ہیں
ہم نے تو دیکھا تھا اس بستی میں دل والے بستے ہیں

ہماری شناخت نغموں اور گیتوں میں کیوں غائب ہے؟

صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق نے بہت صحیح اور اصولی بات کہی ہے کہ اسلام ہماری پہچان اور شناخت ہے۔ جب ہم نے اپنی یہ پہچان کھو دی تو ہم اپنا قومی وجود بھی کھو دیں گے۔ قومی عجائب گھر میں کتابوں اور مخطوطات کی بین الاقوامی نمائش کا افتتاح کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ ہماری پہچان دھرتی سے ہے لیکن یہ بات درست نہیں ہماری شناخت دھرتی سے نہیں ہماری پہچان اسلام سے ہے۔

ہم نے اپنی اسی پہچان کے حوالے سے الگ وطن مانگا تھا اور محض دھرتی کی پہچان کے حوالے سے غیر منقسم ہندوستان میں ملنے والی آزادی قبول نہیں کی تھی۔ اگر مسلمان دھرتی کے حوالے اور دھرتی کی پہچان سے طاقت ور اور ممتاز و مؤقر ہو سکتے تو آج عالم اسلام میں بھارت کے مسلمان زیادہ بڑی طاقت سمجھے جاتے۔ کیونکہ وہ تعداد میں بھی پاکستانی مسلمانوں سے زیادہ ہیں اور ہمارے ملک کی سرزمین سے زیادہ وسیع اور بڑی سرزمین سے تعلق رکھتے ہیں۔ مگر دھرتی کے اس حوالے نے انہیں ہم سے بڑی قوت یا ہم سے ممتاز حیثیت نہیں دی جبکہ ہمارے نظریاتی تشخص نے ان کے مقابلے میں قلیل التعداد اور کم رقبے والے ملک سے تعلق رکھنے کے باوجود ہمیں عالم اسلام میں زیادہ اثر، حیثیت اور عزت دی ہے۔

مشکل یہ ہے کہ صدر صاحب اپنی ذاتی حیثیت میں اسلام کے حوالے سے بہت اچھی اصولی اور درست باتیں کہتے اور کرتے ہیں مگر ان کی حکومت کا کردار ان کے اپنے فرمودات کے مطابق نظر نہیں آتا۔ سچی بات یہ ہے کہ وہ اب تک اپنی حکومت کا سیکولر کردار بدلنے میں زیادہ کامیاب نہیں ہوئے ہیں۔ چنانچہ ان کے فرمودات اور ان کی حکومت کے کردار کے تضاد سے مایوسی پھیلتی ہے، منافقت کا گمان بڑھتا ہے اور صحیح الفکر مسلمانوں کی ذہنی الجھنوں میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے۔ مثلاً اسی بات کو لیجئے کہ انہوں نے بطور کلیہ یہ صحیح اور اصولی بات بیان کر دی کہ ہماری پہچان دھرتی سے نہیں صرف اسلام سے ہے۔ لیکن ان کی حکومت کی وزارت اطلاعات نے کبھی یہ نہیں دیکھا کہ ریڈیو پاکستان اور پاکستان ٹیلی ویژن سے قومی گیتوں اور نغموں کے نام سے جو کچھ نشر ہو رہا ہے ان کا موضوع کونسا حوالہ ہے دھرتی یا نظریۂ اسلام؟

ہم اس سے قبل متعدد بار اس امر کی نشاندہی کر چکے ہیں کہ ہمارے قومی گیتوں اور نغموں میں سارا زور اس سرزمین کے حسن، وسائل اور خزانوں پر ہے۔ ان گیتوں میں شاذ ہی اس سرزمین پر بسنے والوں کے جذبات، نظریات اور عقائد کی جہت کا حوالہ ہوتا ہے۔ یہ سارے گیت اس ملک کے باشندوں میں اس سرزمین سے محبت کرنے کا جذبہ تو بیدار کرتے محسوس ہوتے ہیں مگر اس نظریے اور عقیدے سے تعلق مضبوط کرنے کی ضرورت کو نظر انداز کرتے ہیں۔ نظریے اور عقیدے سے استواری اور محبت کو گیتوں کا موضوع بنانے کے ساتھ اگر دھرتی کے حسن اور اس کی نعمتوں کا بھی ذکر ہو تو کوئی ہرج نہیں لیکن نظریے اور عقیدے کے حوالے کے بغیر اگر مجرد دھرتی کا حسن اور نعمتیں قومی نغموں اور گیتوں کا موضوع ہوں تو دھرتی سے محبت نظریے کے احترام پر غالب آ جائے گی اور قوم کی فکری جہت ہی بدل جائے گی۔ کبھی کبھی تو یہ محسوس ہوتا ہے کہ ٹیلی ویژن اور ریڈیو کے ذمہ دار محض سہواً دھرتی کو قومی نغموں اور گیتوں کا موضوع نہیں بنائے ہوئے بلکہ یہ عمداً ملک کا نظریاتی قبلہ بدلنے کی کوشش کا ایک اسلوب ہے۔

منتخب افسانہ — کوثر درانی

کچے پکے رنگ

"ارے بہو، ذرا دیکھ تو یہ کیا کیا تو نے اگر میں دیکھ نہ لیتی تو کھو دیا تھا۔ کمبخت اچھے اور رنگ دار کپڑے بھی مکس کر دیے تو نے۔ اب اگر کچے رنگ چھٹ کے کپڑوں پر چڑھ جاتے تو؟"

مہرو نے سفید کپڑے رنگین کپڑوں سے الگ کرتے ہوئے سوالیہ چہرہ بڑی بی کے رخ پر کیے کان کھینچ ڈالے۔

"ارے ایسے ہوتے ہیں دھوبی کے پوت جنہیں یہ بھی تمیز نہ ہو کہ کون سا رنگ کس کپڑے کے ساتھ دھلتا ہے۔ یہ رنگ بڑے ظالم ہوتے ہیں۔ اچھے خاصے کپڑوں کی شکلیں بگاڑ دیتے ہیں پل کے پل میں سب کچھ بدل جاتا ہے۔ روپ بہ رنگ سب ڈھل جاتا ہے۔"

سترہ سالہ مہرو ماں کے غصے کو کچھ سمجھتا اور کچھ نہ سمجھتے ہوئے تیز تیز سے ہنڈی ہلانے لگا۔ جیسے قصور میرا ہے کچے رنگ سفید کپڑوں پر چڑھ گئے ہیں۔ جیسے سب شکلیں بگڑ گئی ہوں۔ چل ماں معاف کر دے، آئندہ احتیاط کروں گا۔

"ارے ارے کہاں چلا یہاں بیٹھ میں قریشی صاحب کے گھر کپڑے دے آؤں۔" یہ کہہ کر وہ ندی سے اوپر چڑھتے ہوئے لکڑی کے پل کی طرف چل دی جو دو بانسوں پر بہت سے لکڑی کے ٹکڑے جوڑ کر بنایا گیا تھا۔ پل کم اور سیڑھی زیادہ لگ رہا تھا۔ یہ ندی جہاں سے بہہ رہی تھی اس کے ایک طرف کھجور کے گچھے درخت اور ان کے پیچھے سرکنڈوں اور لکڑی سے بنے ہوئے گھر تھے اور دوسری طرف ایک بڑا سا میدان جس میں بہت سارے بانسوں کو آپس میں ملا کر کپڑے ٹانگنے کی جگہ بنا دی گئی تھی اور ندی کے کنارے بڑے بڑے حوض تھے اور اس وقت بھی بہت سارے مرد اور عورتیں کپڑے دھونے میں مصروف تھے۔ کچھ عورتیں ان کپڑوں کو بانسوں پر پھیلا رہی تھیں۔ ایک طرف دھلے ہوئے سفید کپڑے اور دوسری طرف رنگدار عجیب سماں عجیب حسن تھا۔ محنت سے چمکتے ہوئے چہروں پر جس طرح کپڑوں سے میل دھل رہا تھا اسی طرح ان کے چہرے نکھر رہے تھے۔ سورج کی سنہری کرنیں ان تک پہنچ کر سب کچھ سونا بنا رہی تھیں۔ ہر چیز سنہری تھی۔

اس نے کپڑوں کی گٹھڑی ایک طرف رکھتے ہوئے کال بیل پر انگلی رکھ دی اور اس وقت تک نہ اٹھائی جب تک دروازہ کھل نہ گیا۔ سامنے موہنی آپا کھڑی تھیں۔

"ارے تم ہو مہرو۔ بالکل بچوں کی حرکت کرتی ہو۔ اب بھلا اتنی دیر تک گھنٹی بجانے کی کیا ضرورت تھی میں تو دوپہر میں ویسے بھی نہیں سوتی۔"

مہرو جھینپ سی گئی۔ جیسے بی بی جی سمجھ رہی ہیں یہ نہیں تھا کہ یہ اتنی زور سے بجتی ہے۔

"اندر آجاؤ مہرو اب کیا دروازے پر کھڑی کھڑی سارا حساب چکا دو گی۔" اور مہرو سر پر گٹھڑی اٹھا کر برآمدے میں آ بیٹھی۔ دو گلاس پانی پی کر جب حواس ٹھکانے آئے تو کپڑوں کا حساب شروع ہو گیا۔

"بی بی جی آپ کے غسل خانے سے دو تولیے ملے تھے اور تین جوڑے یہ آپ کے ہیں۔ دو پینٹیں اور ایک مظفر میاں بابو کا ہے اور یہ۔"

"ہماری بیٹی کے کپڑے کہاں ہیں مہرو وہ تو کبھی میلے کپڑے نہیں پہنتی۔ اس کے سارے کپڑے دھلوا دیا کرو۔ پتہ ہے اسے بڑی جلدی غصہ آجاتا ہے تم سب کو چھوڑ دو بس اسی کے کپڑے دھلوا دیا کرو اور ہاں استری بھی کر دیا کرو۔ وہ دیکھو کھڑی ہے۔ بدل رہا ہے تم دیکھو تو مہرو وہ کھول رہی ہے اسے کسی نے کچھ کہا تو نہیں۔"

مہرو سارا حساب کتاب بھول کر بی بی جان کا چہرہ دیکھنے لگی دیوانی سی بی بی جان اسے بہت اچھی لگتی بالکل اپنی ماں جیسی وہ جب بھی آتی بی بی جان کا سوالیہ چہرہ اسے تڑپاتا رہتا وہ ہمیشہ مہرو سے پوچھتیں مہرو! رقیہ کے کپڑے کہاں ہیں اور وہ سر جھکا دیتی خاموش ہو جاتی۔ شاید اس کے سوا انسان جن باتوں سے لاعلم ہوتا ہے ان کے بارے میں خاموش ہی رہتا ہے۔

موہنی آپا بی بی جان کو بازو سے پکڑ کر دوسرے کمرے میں لے گئیں اور مہرو وہیں برآمدے میں سوچوں میں الجھی رہی پھر جب موہنی آپا آئیں تو وہ چپ نہ رہ سکی۔ سالوں سے اندر ہی اندر اٹھنے والا سوال اس کے ہونٹوں پر آ گیا۔

"آپا جی یہ بی بی جان کو کیا ہوا؟" موہنی آپا نے لمبی سی سانس بھری۔ "چھوڑو مہرو کیا کرو گی سن کر اور پھر یہ تو بڑی لمبی کہانی ہے تمہارے پاس وقت کہاں؟"

مہرو سنبھل کر بیٹھ گئی "نہیں آپا جی میں آج سارا کام ختم کر کے آئی ہوں۔ سوچا ہے آپ کے کپڑوں میں کلف لگاتے کبھی آئی ہوں آپ سنائیں جی میں تو آج سن کر ہی جاؤں گی۔"

اور موہنی آپا اس طرح کھو گئیں جیسے بہت دور سالوں پیچھے نکل گئی ہوں یادوں کے گھنے جنگل میں۔

رقیہ آپا مجھ سے پورے چار سال بڑی تھیں میں فرسٹ ائیر میں تھی اور رقیہ آپا کالج سے فارغ تھیں۔ کالج میں رقیہ آپا اپنے اخلاق اور صورت کی وجہ سے بہت مشہور تھیں۔ ہر کوئی ان کا گن گاتا تھا۔ اور وہ تھی ہی ایسی ایک دم منفرد ایک دم دوسروں سے الگ۔

جانے کونسی ایسی کشش تھی کہ ہر ایک کی نگاہ آکر رقیہ آپا پر رکتی تھی۔ خاندان کی دوسری بھرپور لڑکیاں ان کے بالوں کی لمبائی ناپتی رہتی تھیں کوئی ان کے دراز قد کو پُر شوق انداز سے دیکھتا۔ اور پھر تو ان کی آنکھوں میں جھانک جھانک کر اپنے بیٹوں کی تصویریں اتارنا چاہتی تھیں اور بی بی جان فخر سے پھولتی جاتیں۔ شاید ہر تخلیق کار جب اپنی تخلیق کی اس قدر مانگ دیکھتا ہے تو یہ سمجھتا ہے کہ یہ کمال اسی کا مرہون منت ہے۔ اسی نے اسے وجود میں لایا ہے اور اس تعریف کا حقدار بھی وہی ہے۔ اور بی بی جان بھی رقیہ آپا کو اپنی تخلیق سمجھتی تھیں اور وہ چاہتی تھیں کہ جس قدر حسین تخلیق ہے اس کا مقام بھی اتنا ہی اونچا ہونا چاہیے۔ یعنی وہ سب کچھ جو خود رقیہ آپا کو وہ نہ دے سکی تھیں وہ سب کچھ دلانا چاہتی تھیں۔ ان کا خیال تھا کہ رقیہ کو زندگی کی تمام آسائشیں تمام راحتیں جن کی وہ حقدار تھیں مل جائیں۔ ہر ماں کی یہ خواہش ہوتی ہے بیٹی سدا سکھی رہے لیکن بی بی جان تو زیادہ ہی خود غرض ہو گئیں۔ وہ سیرت کو اہمیت نہ دیتی تھیں وہ صرف رقیہ آپا کے لئے خوبصورت اور دولتمند شوہر دیکھنا چاہتی تھیں۔

وہ خاندان بھر میں پڑھے لکھے اور خوبصورت ٹھیک اپنی اپنی قسمت آزما چکے تھے مگر بی بی جان کا کڑا معیار اب تک مناسب [illegible] سکے۔ خاندان کو تو وہ کسی طور برداشت نہ کر سکتی تھیں۔ اس خاندان میں انہوں نے خود کیا پایا تھا بقول ان کے دو سو چالیس گز کا مکان اور چار بچوں کے ان کے شوہر یعنی ہمارے ابا جان نے انہیں عطا ہی کیا تھا۔ اب اپنی خوبصورت سگھڑ اور بااخلاق بیٹی کو وہ اس جہنم میں جھونک نہیں سکتی تھیں۔ جس میں وہ خود جل رہی تھیں۔

اور پھر جیسے ہی آپا نے بی اے کیا گویا ماں نے سکھ کا سانس لیا۔ اب انہیں ایسے رشتہ کا انتظار تھا جس کے خواب انہوں نے رقیہ آپا کی پیدائش کے بعد سے دیکھنا شروع کر دیئے تھے۔ انہیں یاد آیا جب نرس نے سفید کپڑوں میں لپٹی ہوئی سفید روئی جیسی گڑیا دکھائی تو حیران ہی رہ گئیں کتنی پیاری سی گڑیا تب سے انہوں نے سوچ لیا تھا کہ وہ رقیہ آپا کو گڑیا بنا کر رکھیں گی۔

کچھ دنوں میں جیسے اللہ نے بی بی جان کی ساری دعائیں سن لیں وہ خواب جو انہوں نے بیس سال تک مسلسل دیکھا حقیقت بننے لگا۔ راشد علی نہ صرف خوبصورت تھے بلکہ بے انتہا امیر بھی سالوں سے مڈل ایسٹ میں کاروبار کر رہے تھے کبھی یہاں کبھی وہاں، اس قدر بڑا کاروبار تھا کہ بس بی بی جان سنتے ہی بے ہوش ہوتے بچیں اور پھر تھا بھی کون راشد بھائی کا نہ ماں باپ کوئی بہن بھی نہ تھی۔ بی بی جان کو اور چاہیے کیا تھا؟

پھر سارے گھر ڈھولک بجنے لگی۔ رقیہ آپا کو مایوں بٹھا دیا گیا تھا۔ پیلے جوڑے میں رقیہ آپا کا اداس سا چہرہ بہت پیارا لگتا تھا۔ وہ خوبصورت چہرے کے ساتھ خوبصورت دل اور عمدہ خیالات کی مالک تھیں۔ دولت ان کے نزدیک اہمیت نہ رکھتی تھی۔ مگر بی بی جان کے سامنے بولنے کی ہمت نہ کر سکتی تھی اور پھر بی بی جان سگی ماں تھیں اور ماں بیٹی کی بہتری ہی سوچتی ہے۔

بی بی جان نے لوگوں کو بڑی شان سے دولہا کی طرف سے لائی ہوئی چیزیں دکھائیں۔ ہیروں کے خوبصورت سیٹ کمخواب اور بنارس کے حسین لباس بھاری بھاری ساڑھیاں تصویر بھی تصور میں یہ سب لباس انہوں نے رقیہ آپا کو پہنا دیئے۔

بارات کو شاندار کھانا دیا گیا۔ راشد بھائی نے جہیز کا پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ وہ اس روایت کے خلاف ہیں۔ اور انہیں یہاں رہنا بھی کونسا ہے جہاں وہ میرے گھر رہیں رقیہ بھی۔

رقیہ آپا دلہن بنی تو بس ایسی کہ دیکھنے والے کہتے تھے کہ ایسا مکمل حسن نہ کبھی دیکھا نہ سنا اور یوں رقیہ آپا وداع ہو کر اپنے گھر چلی گئیں۔

راشد بھائی نے کراچی میں کوٹھی لی ہوئی تھی ایک ماہ رقیہ آپا یہاں رہیں اور وہ ایک ماہ لگتا تھا جیسے خوشیوں کا خوبصورت میلہ ہو جیسے کوئی اور ہی دنیا ہو۔ میں نے رقیہ آپا کو اتنا خوش کبھی نہ دیکھا تھا اور راشد بھائی تو جیسے غلام بنے ہوئے تھے ان کے۔

پھر رقیہ آپا چلی گئیں تو جاتے ہی ایک ہفتے میں ان کا خط آ گیا۔ دوسرا خط ذرا لیٹ آیا۔ اس کے بعد دو ماہ گزر گئے آپا کا کوئی خط نہ آیا پھر ایک چھوٹا سا رقعہ ملا جس میں لکھا تھا کہ جو کچھ یہاں ہے وہ میں بتا نہیں سکتی کیونکہ بی بی جان کے سارے خواب بکھر جائیں گے اور میں یہ نہیں چاہتی۔ پھر چھ ماہ بعد رقیہ آپا کا ایک خط آیا جس میں انہوں نے تفصیل سے لکھا۔

پیاری بی بی جان

آداب۔۔۔۔ خدا کرے آپ خوش ہوں میں جیسے آپ نے بہت چاہا اور ہمیشہ میرے لئے اچھا سوچا مگر بی بی جان دولت ہی سب کچھ نہیں بلکہ زندگی کا معیار سیرت ہوتی ہے۔ راشد کو آپ نے دولت کے پیمانے سے ناپا، یہ تصدیق کی کہ وہ ہے کون؟ کرتا کیا ہے جب میں یہاں آئی تو ساری حقیقت مجھ پر کھل گئی۔ وہ سارا گورکھ دھندہ سامنے آگیا جس کا رعب آپ پر پڑا تھا کہ آپ نے اور کچھ جاننا ہی نہ چاہا اور بیاہ کر دی تو سنئیے بی بی جان وہ کاروبار کیا ہے وہ ہر سال پاکستان سے ایک خوبصورت اور حسین لڑکی بیاہ کر لاتے ہیں جسے یہاں اپنے کاروبار کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ میرے علاوہ وہ کئی اور دلہنیں بڑے ارمانوں سے بیاہ کر لائے اور وہ سب مجبور ہیں اور یہاں انہیں اچھے داموں میں لوگوں کے سامنے پیش کرتے ہیں اور خوب دولت کماتے ہیں۔ الحمد للہ میری عصمت یا اخلاق کے نام کی کوئی چیز ان میں نہیں ہے اور چھ ماہ سے میں بھی ان کی ملازم ہوں میرا کام بھی یہی ہے بڑے بڑے لوگوں کا دل بہلانا اب اور کیا بتاؤں بی بی جان آپ خود سب سمجھ سکتی ہیں اور یہاں راشد صاحب کے ہاتھ بہت لمبے ہیں۔ ان کے خلاف کوئی کارروائی نہیں ہو سکتی کیونکہ اس کام میں شریک کار تمام لوگ بڑے با اثر ہیں آج جب میں آپ کو یہ تمام حقیقت بتا رہی ہوں تو ساتھ ہی ایک فیصلہ بھی کر چکی ہوں کہ اب میں اپنے مکروہ وجود کے ساتھ وطن واپس نہیں آؤں گی جب تک آپ کو خط ملے گا میں اس دنیا میں سے رشتہ توڑ چکی ہوں گی۔ مگر بی بی جان مجھے معاف کر دیں اور یہاں موہنی کی شادی کرتے وقت دولت کی جگہ سیرت کا پیمانہ رکھ کے دیکھئے ورنہ شاید اس کا حشر بھی مجھ جیسا ہو۔" یہ کہہ کر موہنی آپا نے ٹھنڈی سانس لی اور پھر آج تک رقیہ آپا کی کوئی خبر نہ ملی جس ایڈریس پر آپا کو خط بھیجتے تھے اس پر پتہ کیا تو معلوم ہوا کہ راشد صاحب وہاں سے جا چکے ہیں۔ تب سے بی بی جان کی یہ حالت ہے شاید اپنی ہی آگ میں خود جل رہی ہیں۔"

مہرو نے میلے کپڑوں کی گٹھڑی اٹھائی اور کھڑی ہو گئی۔ وہ سوچ رہی تھی یہ کچے رنگ کتنے ظالم ہوتے ہیں۔ سفید اور بے داغ چیزوں کو داغ لگا دیتے ہیں۔ اچھے بھلوں کو خراب کر دیتے ہیں۔

دولت کے یہ کچے رنگ تو رقیہ آپا جیسی خوب سیرت لڑکی کا روپ بگاڑ دیا۔ یہ کچے رنگ سفید کپڑوں پر آجائیں تو شکلیں ہی بگڑ جاتی ہیں روپ ہی ڈھل جاتا ہے۔



خواتین اور نماز

سیدہ خالدہ پروین حیدری

کچھ عرصے قبل کا ذکر ہے کہ ایک تقریب میں شرکت کو جانا پڑا۔ مغرب کا وقت تقریباً ختم ہو رہا تھا مگر دو گز زمین بھی نہ مل سکی جہاں ادائیگی نماز کے لئے [illegible] تھوڑی سی ہمت کر کے پہلے میں نے میزبان صاحبہ کو اپنی ضرورت سے آگاہ کیا تو موصوفہ ایک سادہ سے بے نیاز ہو کے گویا ہوئیں "اجی چھوڑ دیں ابھی کہاں نماز کی جگہ نکالیں ہر طرف تو مہمان بکھرے ہیں ویسے بھی خواتین کے لئے نماز اتنی فرض نہیں ہے۔" ہم اس لاعلمی پر انگشت بدنداں رہ گئے۔ یہ واقعہ [illegible] ہے جہاں ہم لوگ بہت سی خرافات روا رکھے ہوئے ہیں غالباً یہ فلسفہ بھی [illegible] کہ عورتوں پر نماز فرض نہیں ہے [illegible] اسلامی تعلیمات سے ناواقفیت کی بنا پر اس قدر عام ہو چکا ہے کہ نماز ہر عاقل و بالغ پر فرض ہے [illegible] کہ قرآن میں بار بار جس فرض کی ادائیگی کی تاکید آئی اس کی ادائیگی میں ہمارا معاشرہ (مرد بالعموم اور خواتین بالخصوص) [illegible] کرتی ہیں۔ بعض خواتین تو یہاں تک کہہ دیتی ہیں کہ ہمیں تو وقت نہیں ملتا کیسے نماز پڑھیں؟ کوئی بتلائے کہ ہم بتلائیں کیا؟ دنیا بھر کے کاموں کے لئے تو ہمارے پاس وقت ہے مگر نماز کے لئے وقت نہیں ہے۔ [illegible] حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا، بندہ مسلمان اور کفر کے درمیان فرق نماز کا ہے اور ترک نماز اس فرق کو دور کر دیتا ہے۔

اس حدیث سے ہماری بہنوں کو اندازہ ہو گیا ہو گا کہ اسلامی معاشرے میں نماز کی فضیلت اور اہمیت کیا ہے اور ترک نماز کا انجام کیا۔ نماز ہر مرد و عورت پر فرض ہے۔ باجماعت نماز مردوں کے لیے افضل ہے لیکن خواتین کے لیے وہ نماز افضل ہے جو وہ اپنے گھر کے اندر ادا کریں۔ دراں حال یہ کہ باجماعت مساجد میں آ کر نماز ادا کرنے کی اجازت ہے۔ [illegible] خواتین پر نماز اسی طرح سے فرض ہے جیسے کہ مردوں پر ہے۔

خواتین کا یہ فرض ہے کہ وہ نہ صرف خود نماز کی پابندی کریں بلکہ اپنے بچوں کو بھی نماز کی ترغیب دلائیں کہ مسلمان ہونے کے ناطے نماز فرض ہے۔ [illegible] نمازیوں کا مذاق اڑاتے ہیں تو اس کی بڑی ذمہ داری خواتین پر عائد ہوتی ہے کیونکہ ماں کی گود اولین درسگاہ ہوتی ہے۔ اگر معصوم ذہن کو اوائل عمری ہی میں یہ بتا دیا جائے کہ نماز کی کیا اہمیت ہے تو پورا معاشرہ پابند صلوٰۃ ہو جائے گا چہ جائیکہ نمازیوں کا مذاق اڑانا۔ اللہ کے رسولؐ نے تو نماز کو اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک اور جنت کی کنجی قرار دیا ہے اور اللہ نے ہر مشکل وقت میں صبر اور نماز سے مدد لینے کا حکم دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم سب کو نماز کی پابندی کی توفیق دے۔

fortnightly **al-Hilal**
Vol.12 No.3 — 50 ¢
April 25, 1983
Phone: (416) 474 9292
338 Hollyberry Trail
Willowdale, Ont.
Canada M2H 2P6
Editor: S. Sajjad Hyder
Managing Director: M. Lateef Owaisi

ہرات پر افغان مجاہدین کا مکمل کنٹرول قائم ہو گیا

قندھار کی مخدوش صورت حال سے گھبرا کر ستر فی صد آبادی پاکستان ہجرت کر گئی

افغان حکومت نے مجاہدین کے حملوں کا اعتراف کر لیا

جنیوا مذاکرات کے موقع پر عالمی تعاون حاصل کرنے کیلئے افغان حکومت کی کوشش

واقعہ لیاقت آباد کے ۲۴ ملزموں کو ایک سال قید بامشقت اور ۱۵ کوڑوں تک سزائیں

سنٹرل جیل کراچی میں کوڑے لگا دیئے گئے

کراچی میں فرقہ وارانہ فسادات دوبارہ شروع ہو گئے

کراچی میں پیپلز پارٹی کی ... کی سازش

... لاکھوں روپے نقصان ... باجوہ کا انٹرویو

جماعت اسلامی کے لیڈروں پر افغان فنڈ میں خورد برد کا الزام

مولانا مودودی کے ایک بیٹے کا بیان ریکارڈ کیا گیا

دوسرے بیٹے نے جماعتی سطح پر تحقیقات کا بائیکاٹ کر دیا

"سنہ ۱۹۷۳ کے آئین کے بنیادی ڈھانچے کو تبدیل نہیں کیا جائے گا"

آئین قرآن نہیں ہے کہ اس میں کوئی تبدیلی نہ کی جائے: صدر جنرل ضیاء الحق کا اعلان

"بے نظیر بھٹو اور اصغر خاں قید نہیں ہیں، وہ اپنے گھروں میں آرام سے رہتے ہیں"

جماعت اسلامی ایم آر ڈی سے الگ "غلبہ اسلام" کی مہم شروع کرے گی

۱۹۷۳ء کے آئین کو بہتر نا مناسب نہیں ہے: جماعت اسلامی کے سیکرٹری قاضی حسین احمد کا اعلان

بیرون ملک میں اصغر خان کی کتاب کی طباعت افسوسناک ہے: صدر ضیاء